فلسفہ اور اسلام
اعلیٰ حضرت
رحمۃ اللہ علیہ
امام احمد رضا خان بریلوی
شبیر برادرز
اردو بازار
لاہور

مقامع الحدید علی خد المنطق الجدید

المُوسُوم

فلسفہ اور اسلام

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں بریلوی
قدس سرہ العزیز

شبیر برادرز ○ اردو بازار ○ لاہور

نام کتاب ـــــــ فلسفہ اور اسلام

مُصنّف ـــــــ اعلیٰحضرت امام احمد رضا خاں بریلوی قدس سرہٗ العزیز

تعداد ـــــــ ۱۱۰۰

ناشر ـــــــ شبیر برادرز اردو بازار لاہور

پریس ـــــــ بک پرنٹرز رٹیگن روڈ لاہور

قیمت ـــــــ

كَلِمَۃُ المُجْمع

باسمہٖ وحمدہٗ تعالیٰ وتقدس

امام احمد رضا قدس سرہٗ تمام علوم عقلیہ و نقلیہ پر ناقدانہ و ماہرانہ نگاہ رکھتے تھے —— اور اپنی اِس بے پناہ بصیرت کو انتشار اور تجدید دین و احیائے سُنّت میں استعمال کرتے —— وقت کا کیسا ہی اہم اور مشکل مسئلہ درپیش ہو اس کا محققانہ اور تشفی بخش جواب اعلیٰ حضرت کی بارگاہ سے مل جاتا۔

سائنس اور فلسفہ سے متعلق سوالات بھی مجدد اسلام قدس سرہٗ کی خدمت میں پیش ہوئے۔ ان دونوں کے تمام افکار و نظریات، اسلام سے متصادم نہیں لیکن قدیم فلسفہ کے بیشتر نظریات اور موجودہ سائنس کے بعض مزعومات اسلامی افکار و مسائل سے ضرور متصادم ہیں۔ — اور مادہ پرستی تو دونوں کا جزو لاینفک ہے جسے اسلام بلکہ عیسائیت و یہودیت سے بھی تعلق نہیں۔

اسی لئے امام احمد رضا قدس سرہٗ نے جہاں دوسرے غیر اسلامی افکار و عقائد کی خرابیاں واضح کیں اور دنیا کو راہ راست دکھائی وہیں جدید و قدیم فلسفہ کے غلط افکار و نظریات کو بھی عقل و استدلال کی روشنی میں باطل ثابت کیا۔ یہ سوچنے کی گنجائش نہیں کہ اعلیٰ حضرت نے صرف قرآن و حدیث اور علماء دین کے اقوال پیش کر کے فلاسفہ اور سائنس دانوں کا رد کر دیا ہوگا، جو ان مادہ پرستوں کے لئے قابل التفات اور ان پر حجت نہیں —— کتابیں منظر عام پر آچکی ہیں۔ امام احمد رضا نے خود فلسفہ اور سائنس کے اصول و مبادی اور مسلمات کا تجزیہ کرتے ہوئے ان ہی کی روشنی میں اور مضبوط عقلی دلائل و براہین سے ان غلط افکار و نظریات کا تعاقب کیا ہے جو ہر فلسفی اور سائنس داں کے لئے اسلام کی جانب سے ایک زبردست چیلنج ہے —— ہاں اہل اسلام کی مزید تسکین خاطر کے لئے دلائل نقلیہ بھی علیحدہ صورت میں پیش کئے ہیں۔ مناسب ہوگا کہ یہاں مجدد اسلام امام احمد رضا قدس سرہٗ کے اُن رشحات قلم کا مختصر تذکرہ کر دیا جائے جو سائنس اور فلسفہ کے افکار باطلہ کی تردید میں ظہور پذیر ہوئے۔

(۱) مُعین مُبین بہرِ دورِ شمس و سکونِ زمین (۱۳۳۸ھ / ۱۹۱۹ء) امریکہ کے ایک مہندس پروفیسر البرٹ ایف پورٹا نے دعویٰ کیا تھا کہ ۱۷ دسمبر ۱۹۱۹ء کو اجتماع سیارات کے سبب عجب انقلاب برپا ہوگا، زلزلے

اور طوفان آئیں گے، کئی ممالک صفحۂ ہستی سے مٹ جائیں گے ۔۔ اس کی یہ پیش گوئی ۸ اکتوبر ۱۹۱۹ء کو بانکی پور پٹنہ کے انگریزی اخبار "اکسپریس" میں شائع ہوئی ۔ جس کا تراشہ ملک العلماء مولانا ظفر الدین بہاری علیہ الرحمہ نے ۱۸ صفر ۱۳۳۸ھ مطابق ۱۲ نومبر ۱۹۱۹ء کو بریلی شریف اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ کی خدمت میں بھیجا ۔ مطالعہ کے بعد اعلیٰ حضرت نے مولانا بہاری رحمۃ اللہ علیہ کو ۲۴ صفر ۳۸ھ کو خط لکھا کہ "کسی عجب بے ادراک کی تحریر ہے، جسے ہیئت کا ایک حرف نہیں آتا ۔ سراپا اغلاط سے مملو ہے"۔ پھر ہیأت ہیئت کی رو سے ، ارتکاب پر مشتمل اس کی تردید الرضا بریلی کے شمارہ صفر و ربیع الاول ۱۳۳۸ھ مطابق نومبر ۱۹۱۹ء میں شائع کی ۔ چنانچہ ، ار دسمبر ۱۹۱۹ء کو کوئی انقلاب برپا نہ ہوا ۔ یہ تنقید بعد میں الگ کتابی شکل میں بھی کئی بار شائع ہوئی ۔

(۲) فوزِ مبین در ردِّ حرکتِ زمین (۱۳۳۸ھ / ۱۹۱۹ء) مذکورہ تردید میں زمین کی گردش و کشش وغیرہ نظریات پر بھی کلام کیا گیا تھا لیکن ان نظریات کو سائنسی اور عقلی اصولوں کی روشنی میں مکمل اور مستقل طور پر باطل ثابت کرنے کی ضرورت تھی ۔ اس لئے ان مزعومات کے تعاقب میں ایک سو پانچ دلائل پر مشتمل کتاب فوزِ مبین تصنیف ہوئی ، جو ماہنامہ الرضا بریلی ۱۳۳۸ھ و ۱۳۳۹ھ کے مختلف شماروں میں ۹۶ صفحات پر شائع ہوئی ۔ کچھ حصہ رہ گیا جواب تک کہیں شائع نہ ہوا ۔ ہمارے دیرینہ کرمفرما ، رضویات کے ماہر اور مشہور صاحبِ قلم پروفیسر مسعود احمد صاحب (پی، ایچ، ڈی) کی عنایت سے فوزِ مبین کے بقیہ حصہ کی ایک فوٹو اسٹیٹ کاپی المجمع الاسلامی کو موصول ہو گئی ہے ۔

(۳) الکلمۃُ الملھمۃ فی الحکمۃِ المحکمۃِ لوھاءِ فلسفۃِ المشئمۃ :- (۱۳۳۸ھ / ۱۹۱۹ء)

گردشِ زمین کے رد میں فلسفۂ قدیم نے بھی دس دلیلیں پیش کی تھیں جو خود ہی غلط تھیں ۔۔ فوزِ مبین کی فصل سوم میں ان دلیلوں کو پیش کر کے ان کی تردید کی گئی ۔ لیکن اِس تردید کے لئے ضروری تھا کہ فلاسفہ کی وہ دلیلیں ، فلسفہ کے جن اصول و مسلّمات پر مبنی ہیں انھیں بھی باطل ثابت کیا جائے ۔

اب فصل سوم کی تذییل میں ان نظریات کا تعاقب شروع ہوا تو تیس مقامات تک جا پہنچا اور فلسفۂ قدیمہ کے رد میں الکلمۃ الملہمہ کے نام سے مستقل کتاب کی صورت اختیار کر گیا ۔ صفر ۱۳۹۴ھ مطابق مارچ ۱۹۷۴ء میں صدر العلماء مولانا سید غلام جیلانی اشرفی علیہ الرحمہ نے اسے اپنے سمنانی کتب خانہ میرٹھ سے شائع کیا ۔

حجۃ الاسلام امام محمد غزالی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ (۴۵۰ھ/۵۰۵ھ) نے تہافۃ الفلاسفہ لکھ کر ایوان فلسفہ منہدم کر دیا تھا جو تقریباً سو برس بعد ابن رشد کی تہافۃ التہافہ سے پھر اٹھ کھڑا ہوا۔ ماہنامہ معارف اعظم گڈھ شمارہ فروری ۱۹۸۱ء میں مشہور محقق اور ماہر فنون علامہ شبیر احمد خاں غوری سابق انسپکٹر مدارس عربیہ اتر پردیش نے الکلمۃ الملہمہ کا اجمالی تعارف کراتے ہوئے اسے عصر حاضر کا تہافۃ الفلاسفہ قرار دیا۔

میرے نزدیک الکلمۃ الملہمہ کی امتیازی شان یہ ہے کہ اس میں فلاسفہ کے اُن دلائل کا بھی ناقابلِ تردید براہین سے بھرپور ابطال کیا گیا ہے جن کے جواب سے ہمارے متکلمین ہمیشہ خاموش رہے اور کسی نے پورے طور پران کا بطلان واضح کرنے کی ہمت ہی نہ کی یا بلفظ دیگر اس طرف توجہ نہ فرمائی۔

(۴) نزول آیات فرقان بسکون زمین و آسمان (۱۳۳۸ھ/۱۹۲۰ء) اس میں قرآنی آیات سے زمین و آسمان کا ساکن ہونا ثابت کیا گیا ہے تاکہ اہل اسلام کی مزید تسکین و تقویت کا سبب ہو۔

یہ رسالہ پروفیسر مولوی حاکم علی اسلامیہ کالج لاہور کے سوال اور مراسلہ کے جواب میں لکھا گیا ہے۔ اس کے آخر میں پروفیسر صاحب کے خیالات کا جواب دیتے ہوئے رقم طراز ہیں؛

محب فقیر! سائنس یوں مسلمان نہ ہوگی کہ اسلامی مسائل کو — آیات و نصوص میں تاویلاتِ دُور از کار کر کے — سائنس کے مطابق کر لیا جائے۔ یوں تو معاذ اللہ اسلام نے سائنس قبول کی، نہ کہ سائنس نے اسلام —

وہ مسلمان ہوگی تو یوں کہ: جتنے اسلامی مسائل سے اُسے خلاف ہے سب میں، مسئلہ اسلامی کو روشن کیا جائے — دلائل سائنس کو مردود و پامال کر دیا جائے — جابجا سائنس کے اقوال سے اسلامی مسئلے کا اثبات ہو — سائنس کا ابطال و اسکات ہو — الخ

(۵) مقامع الحدید علی خد المنطق الجدید مذکورہ بالا رسائل سے بہت قبل (تقریباً ۳۴ سال پہلے) یکم رجب ۱۳۰۴ھ کو نواب مولانا سلطان احمد خاں بریلوی نے اعلیٰ حضرت قدس سرہ سے ایک استفتا کیا تھا۔ جس کا سبب یہ ہوا کہ ایک معقولی عالم مولوی محمد حسن صاحب سنبھلی نے "المنطق الجدید لناطق الناکہ الحدید" کے نام سے ایک کتاب لکھی تھی جس میں غیر اسلامی اور خالص فلسفی نظریات بڑے زوردار طریقہ پر پیش کئے، حتیٰ کہ پرانے فلسفیوں سے بھی کچھ زیادہ ہی بولنے کی کوشش کی — اور دیباچہ میں اپنی اس منطق جدید کی بڑی مدح و ستائش بھی فرمائی۔

نواب صاحب نے اس میں سے چند اقوال و افکار نوٹ کر کے امام احمد رضا علیہ الرحمہ سے ان کے

شرعی احکام دریافت کئے اس استفتا کا جواب، ۸ رجب ۱۳۰۴ھ کو مقامع الحدید علی خد المنطق الجدید کی صورت میں مکمل ہوا جس میں ان اقوال مسئولہ کا باطل اور کفری ہونا ثابت کیا گیا۔

○ البارقۃ اللمعا فی سُوءِ مَنْ نطق بکفرٍ طوعا (۱۳۰۴ھ) قول اگر کفری ہے تو قائل کی تکفیر بھی ہوگی یہ فقہائے کرام کا مسلک ہے متکلمین تکفیر کے لئے اس پر یہ اضافہ کرتے ہیں کہ وہ قول اجماع مسلمین اور ضروریاتِ دین کے برخلاف ہو اور صراحۃً اس کا قول ہو یعنی قائل نے التزامًا اسے کہا ہو نہ کہ اس کے قول سے لزومًا ثابت ہوا ہو۔ یہ حد تک صراحت کی قید تو فقہا کے نزدیک بھی ہے اس لئے خاص فرق یہ ذہن نشین رکھنے کا ہے کہ کوئی صریح کفری قول اگر ضروریاتِ دین کے خلاف ہو جبھی متکلمین تکفیر کریں گے ورنہ نہیں جب کہ فقہا کے نزدیک اُس کا قطعیات کے مخالف ہونا ہی تکفیر کے لئے کافی ہے۔ لزوم والتزام اور صراحت و بیان وغیرہ میں متکلمین و فقہا کے مسلکوں کے درمیان حدِ فاصل اور نقطۂ امتیاز سمجھنے کیلئے الموت الاحمر وغیرہ دیکھنا چاہئے۔

المختصر مقامع الحدید میں المنطق الجدید کے اقوال کا کفری ہونا ثابت کرنے کے بعد آخری مرحلہ قائل کے متعلق حکم شرعی واضح کرنے کا تھا ـــــ اس ذیل میں یہ بحث سامنے آئی کہ جو شخص بحالت عدم اکراہ، بلا اظہارِ نفرت و انکار ایسا صریح کلمۂ کفر استعمال کرے جو اجماعِ مسلمین اور ضروریاتِ دین کے برخلاف ہو ـــ اس قائل کی تکفیر ہوگی یا نہیں؟ ـ جواب اثبات میں تھا اور اس کے دلائل کثیر و بسیط، جس کے لئے امام احمد رضا قدس سرہٗ نے ایک مستقل رسالہ البارقۃ اللمعا مقامع الحدید کی تصنیف کے دوران ہی تحریر فرمایا۔ اور اس کا حاصل مختصر اشارات اور ایک آیت کریمہ حجت قاطعہ کے ساتھ مقامع الحدید میں درج کیا۔

یہ ان خدمات کا بہت اجمالی تعارف ہے جو اسلام کے اس بطل جلیل نے ردِّ فلسفہ کے سلسلہ میں انجام دیں ـــ تفصیل کے لئے کتب سوانح اور خود ان رسائل کی طرف رجوع کیا جائے۔

رسالہ مقامع الحدید نواب مولانا سلطان احمد خاں بریلوی کے پاس تھا، انھوں نے اسکی تبییض کی، شروع میں تمہید لکھی اور چند مقامات پر حواشی تحریر فرمائے پھر کسی خوشنویس جناب محمد حسین صاحب سے اپنے مُبیّضہ کی نقل کرا کے اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کے کتب خانہ میں داخل کی ـــ یہی نقل مولانا اختر رضا خاں ازہری مدظلہٗ کے برادرِ خرد جناب منان رضا خاں زید علمہ کے ذریعہ سیٹھ مقبول احمد انصاری لاری ساکن کلکتہ کو ملی اور انکے پاس نومبر ۱۹۸۴ء میں یا اس سے ذرا قبل مولانا عبد المبین نعمانی رکن

المجمع الاسلامی کی نظر سے گزری ــــ برادر موصوف نے اسے حاصل کرکے دو فوٹو اسٹیٹ کاپی کرائی ــــ ایک کاپی اصل کے ساتھ انصاری صاحب کو واپس کی، دوسری المجمع الاسلامی کی لائبریری میں رکھی۔ اور راقم سطور سے اس کی اشاعت کی فرمائش کی، میں دوسری کتابوں کے انتظام اور خانگی و تدریسی مصروفیات کے سبب اِس طرف متوجہ نہ ہو سکا۔

توجہ اور اشاعت کی تقریب یہ ہوئی کہ ۱۹۸۲ء میں پروفیسر محمد جلال الدین قادری نے حکیم محمد موسیٰ امرتسری بانی مرکزی مجلس رضا لاہور کی فرمائش پر بہ عنوان "امام احمد رضا کا نظریہ تعلیم" ایک بسیط مقالہ لکھا تھا۔ جو اس سال بعد ترمیم و اضافہ مجلس رضا سے شائع ہوا اور ہمارے دیرینہ محسن محترم مولانا عبد الحکیم شرف قادری استاذ جامعہ نظامیہ لاہور کی عنایت سے نومبر ۱۹۸۵ء میں راقم سطور کو دستیاب ہوا ــ پروفیسر صاحب نے اس مقالہ میں ایک جگہ تعلیم فلسفہ سے متعلق گفتگو کرتے ہوئے رسالۂ اعلیٰ حضرت 'مقامع الحدید' کا بھی نام لیا تھا۔ چونکہ رسالہ کبھی طبع نہ ہوا اور نہ ہی اس کی نقلیں ہو سکیں اس لئے اس کا کوئی اقتباس دینا، موصوف کے لئے ممکن بھی نہ تھا ــــ میں اس مقام پر پہنچا تو دوسرے سارے کام چھوڑ کر مقامع الحدید کا مطالعہ شروع کر دیا، بعد مطالعہ خود ہی اس کی تبییض کی اور یہ ملحوظ رکھا کہ تبییض پھر اس کے مطابق کتابت کچھ اس ڈھنگ سے ہو کہ بہت حد تک توضیح و تسہیل کا کام اسی سے نپٹ جائے اور عوام و خواص سب کے لئے باعث کشش، قابل مطالعہ اور مفید و کارآمد بن جائے ــــ کیوں کہ وقت کی قلت، کام کی کثرت اور اشاعت کی عجلت میں اس سے زیادہ کی گنجائش بھی نہ تھی ــ حوالوں کی تخریج، اہم اور مشکل مقامات کی تشریح، ضروری عبارات کا ترجمہ کتاب چھپنے کے بعد کبھی بھی ہو سکتا ہے ــ اور کوئی بھی صاحب ذوق اسے کر سکتے ہیں ــ البتہ عربی عبارتوں پر اعراب لگا دیا گیا ہے تاکہ طلبہ اور بعض قارئین کیلئے ذرا آسانی ہو ورنہ علماء اور عوام کے لئے اِس کی بھی کوئی ضرورت نہ تھی ــ

بہرحال اس بے بضاعت سے عجلت میں جو کچھ ہو سکا آپ کے سامنے ہے ــ نیک دعاؤں میں یاد رکھیں تو کرم ــ اور رب کریم کے یہاں یہ ادنی اور حقیر سی کاوش بارِ قبول پا جائے تو فضلِ عظیم ــ والصلوٰۃ والسلام علی حبیبہ خاتم النبیین، سید المرسلین رحمۃ للعلمین وعلی آلہ وصحبہ وابنہ وحزبہ اجمعین ــ

محمد احمد مصباحی
رکن المجمع الاسلامی مبارکپور
صدر المدرسین فیض العلوم محمد آباد

۱۲ ربیع الآخر ۱۴۰۶ھ
۵ دسمبر ۱۹۸۵ء چہارشنبہ

فہرست

از
مولانا سلطان احمد خاں
بریلوی علیہ الرحمہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تمہید رسالہ مقامع الحدید

الحمد للہ الذی انزل الکلام القدیم الارفع ؛ برد المنطق الجدید المخترع ؛ لاھل الاھواء واصحاب البدع ؛ والصلوٰۃ والسلام علی الشفیع المشفع ؛ الاٰتی بالحق الناصع الانصع ؛ وساد التفلسف الشنیع الاشنع ؛ وعلیٰ اٰلہ وصحبہ وخیار التبع ؛ وعلینا معھم یا ذا الفضل الاوسع ؛

امابعد بندۂ فقیر، راجی رحمتِ مولائے قدیر **محمد سلطان احمد خاں** بریلوی، غفر المولی القوی خدمتِ ناظرین والاتمکین میں عرض رسا، کہ یہ ایک رسالہ ہے نافعہ اور عجالہ ہے رائقہ ؛ تحقیق چند عقائد دین پر مشتمل۔ حاوی تنقیح مانع و تدقیق کامل ؛ مسمّٰی بہ نام تاریخی **مقامع الحدید علیٰ خد المنطق الجدید**

تصنیفِ لطیف جناب حامی السنن، ماحی الفتن ؛ بہارِ گلشنِ تحقیق، طراز دامنِ تدقیق ؛ فاضل ماھر، سحابِ ہامر، وارث العلم کابراً عن کابر ؛ بقیۃ العلماء، خادم الاولیا، عبد المصطفیٰ، حضرت مولانا مولوی **محمد احمد رضا** خاں صاحب محمدی سنی حنفی، قادری برکاتی احمدی بریلوی، دام فضلہ، ومُدّ ظلّہ۔

باعثِ تالیف :۔ کتاب عجاب، مایۂ استعجاب **المنطق الجدید** لناطق اٰلنا الہ الحدید جمع و تالیف مولوی صاحب عمیق المناقب، بحر ملیح، دریائے المعی ؛ کثیر الفیض، فاقد الغیض ؛ ورع الزمن، جناب مولوی **محمد حسن** صاحب سنبھلی، دام فیضہ الجلی ؛ عاریۃً زیر مطالعۂ فقیر آئی ــــ اپنی دانست میں بہت جگہ خرافاتِ فلسفہ سے معمور، اور روشِ اسلام و مذہبِ سنت سے دور و مہجور پائی ــ

ازاں جا کہ حتی الوسع ازالۂ منکر ہر مسلمان پر واجب، اور مَہْمَا اَمْکَن اشاعتِ فاحشہ کی بندش مناسب ؛ لِہٰذا فقیر نے بہ طور عجلت نظرِ اولیں میں چند قول التقاط کرکے سوال ترتیب دیا اور حضرت مولانا اَدَامَ اللہُ بَرَکَاتِہٖ عَلَیْہِ کی خدمت میں حاضر کیا۔

یہ رسالہ انھیں مسائل کا جواب، اور ان اقوالِ سنبھلیہ کے حکم شرعی سے کاشفِ حجاب ــ اہل اسلام اسے بہ نگاہِ غور دیکھیں، اور اس کے مطابق اپنے عقائد درست رکھیں، کہ یہ کام سب سے اہم اور اس کی تصحیح ہر فرض پر مقدم ــــ الٰہی تو ہمیں ہدایت پر استقامت عطا فرما، اور بھٹکے ہوؤں کو راہِ راست دکھا ــ اٰمین اِلٰہَ الحق اٰمین ـ

اِلتماس:۔ سوال اوّل میں عبارتیں بِلَفظِہٖ مع نشانِ صفحہ منقول ہوئیں اور عام مسلمان عربی زبان سے واقف نہیں لہٰذا یہاں فقیر اُن اقوالِ فلسفہ کا خلاصہ مع حکمِ جواب لکھے دیتا ہے۔

قولِ اول اللہ تعالیٰ کے سوا عالم کے دس خالق اور ہیں **الجواب** یہ عقیدہ کفر ہے۔

قولِ دوم مادۂ اَجسام قدیم ہے **الجواب** یہ قول کفر ہے۔

قولِ سوم صورتِ جسمیہ و نوعیہ قدیم ہیں **الجواب** یہ کفر ہے۔

قولِ چہارم عقول عشرہ و نفوس قدیم ہیں **الجواب** یہ کفر ہے۔

قولِ پنجم بعض چیزیں خود زیادہ استحقاقِ ایجاد رکھتی ہیں، اگر اللہ تعالیٰ انھیں نہ بنائے تو بخیل ٹھہرے اور ترجیح مرجوح لازم آئے **الجواب** یہ قول بدعت وضلالت و مستلزم کفر ہے۔

قولِ ششم کی دلیل میں نقل کیا کہ یہ عقولِ عشرہ ہر عیب و نقصان سے پاک و منزہ ہیں اور محال ہے کہ تمام عالم میں کوئی ذرہ کسی وقت اُن کے علم سے غائب ہو **الجواب** یہ کفر سے تمسّک ہے۔

قولِ ہفتم حدُث و تغیر۔ نہ کوئی شئے نابود تھی نہ کبھی نابود ہو بلکہ جسے ہم کہتے ہیں اب تک نہ تھی وہ نقط پوشیدہ تھی اور جسے کہتے ہیں اب نہ رہی وہ صرف مخفی ہو گئی۔ حقیقۃً ہر چیز ہمیشہ سے موجود ہے اور ہمیشہ رہے گی **الجواب** یہ کفر ہے اور بہت سے کفروں کو مستلزم۔

قولِ ہشتم میری یہ کتاب نہایت تحقیق کے پایہ پر اور فرشتہ اثر بلکہ فرشتہ گر ہے **الجواب** یہ قول نہایت سخت گناہ عظیم اور بہت جار وایات کی رُو سے کفر ہے۔ واللہ تعالیٰ اَعْلم۔

مَقَامِعُ الحَدِیْد ۰ عَلٰی خَدِّ المَنْطِقِ الجَدِیْد

لوہے کے گرز منطق جدید کے رخسار پر

۱۳۰۴ ھ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

استفتاء

رائے بیضا ضیا ئے حضرات علمائے دین ۔ اَدَامَ اللهُ بَرَکَاتِهِمْ اِلٰی یَوْمِ الدِّیْن ۔ پر واضح ہو کہ ان روزوں زید فلسفی نے ۔ کہ اپنے آپ کو سُنّی کہتا، بلکہ اَعلم علمائے اہل سنّت جانتا، اور اپنے سوا اور علماء کو بہ نگاہِ تحقیر و اہانت دیکھتا ہے ۔۔ ایک کتاب منطق میں تالیف کی اور اسے جا بجا ذکرِ ہیولیٰ ۔ وقِدَمِ اَشیا ۔ وعقولِ عشرہ ۔ مزعومہ فلاسفہ وغیر ذالک ۔ مسائلِ فلسفیہ سے مملوّ و مشحون کیا ۔
یہ خادمِ سنّت، بہ نظرِ حمایتِ ملّت اس سے چند اقوال التقاط کر کے مَشْہَدِ انظارِ عالیہ علمائے دین میں حاضر کرتا ہے :۔

قولِ اوّل ۔ التحقیقُ اَنها لَیْسَتِ الطبائعُ کلها مجردةً محضة، لکن للطبائعِ المرسَلةِ فی باب التجرّد والمادیة مراتب (الیٰ اَن قال) السَّابعةَ مَرتَبَةَ الماهیاتِ المجردةِ بالکلیة، لا تعلقَ لها بالمادة تعلقَ التقوّم او الحلول او التدبیر والتصرف، ولا تعلقَ لها الا تعلقَ الخلق والایجادِ مثلا ۔ وهی حقائقُ المفارقاتِ القدسیةِ کالمعقب القدسی وسائرِ العقولِ العشرةِ والحقیقةِ الواجبة ۔ اھ ملفقا من ص۲۵۰ الی ص۲۵۱

دوسرے رسالہ "القَوْلُ الوَسِیْط" میں اس مسئلہ کی تحقیق یوں لکھی ہے :۔
العلةُ الجاعلة هل یجب کونُها واجبةَ الوجود او یمکن کونُها ممکنةً ؟ ۔ المشهورُ الثانی فیما بین الحُکَمَاء ۔ لکنّ المحققین منهم نصُّوا اَنّ العلة الموثرةَ بالذات هو الباریٔ، والعقول کالوسائط والشروط، لتعلق التاثیرِ الواجبیّ بغیرها، کیفَ الماهیةُ الامکانیة انما وجودُها بالاستعارةِ عن الواجب، فهو المعطی بالذات الوجودات ۔ فان اعطاءَ المستعیر لیس اعطاءً حقیقةً، وانما هو اعطاءٌ مِنْ تِلقاءِ المالك، کما اَنّ اسنادَ اِضاءِ العالَمِ الی القمر لیس حقیقةً، بل بحسبِ الظاهر، وانما هو مُستنِدٌ

اِلَی الشمس، وَالقمرُ وَاسِطۃٌ مَحْضَۃ لِانتقالِ ضوئِھا الی العالم۔ فالمنیرُ بالذات ھی لاھو۔ فعِلّیۃُ الممکن للممکن ظاھریّۃ مجازیۃ۔ فھٰذا الوجہُ الضعیف یصلُح علۃً بمعنی الواسطۃ والشرطِ والمُتمّمِ والاٰلۃ لامفیدۃ لاؔ وجود حقیقۃ۔ وقدِاستُوفِیَ ھٰذا التحقیق فی مقامہ۔ اھ ملخصاص ۲

قول دوم۔ المسئلۃ القائلۃ باَنّ کلّ حادثٍ مسبوقٌ بمادۃٍ مخصوصۃ بالحادث الزمانی، والمادۃُ حادثٌ ذاتی۔ اھ مختصرا ص۲۵۵

قول سوم۔ الصورۃُ الجسمیۃُ والنوعیۃ ایضًا من الحوادث الذاتیہ۔ ص۲

قول چہارم۔ اَلسّرمدیات والثابتات الدھریّۃُ کالعقول والنفوس القدیمۃ۔ اھ ملتقطا ص۱۵

قول پنجم۔ کلی طبعی کے موجود فی الخارج ہونے پر لکھا۔

اِعْلَمْ اَنّ الباقر اِستَدَلّ علی ھٰذا باَنّ طبیعۃَ الحیوانِ المُرسَل لیس متعلق الذات بمادۃ ومدۃ، فلایکون مرھونَ الوجود بالامکان الاستعدادی، فالامکانُ الذاتی ھناک مِلاکُ فیضانِ الوجود، فاذا کان ھٰذا الحیوانُ المتعلق بالمادۃ ناقصَ الوجود کان المُرسَلُ اَحقّ بالفیضان لاستحقاقِ الامکانِ الذاتی۔ وحاصلُہ انّ الحیوانَ المطلقَ مستحقٌ للوجود بامکانہ الذاتی، والحیوانَ الخاص الجزئیُ یتوقّف فی وجودِہ علی استعدادٍ ومادۃٍ وغواشیھا، فالمطلقُ الکلی احقّ بفیضانِ الوجود۔

فلا یرِدُ ما اَوْرَدَہٗ بعضُ الکُتّاب باَنّ الامکانَ علۃُ احتیاجٍ لاعلۃُ الجعل۔ فاَحقّیۃُ الفیضِ لایستلزِمُ الفعلیۃ۔ لِمَ لا یجوزان الطبیعۃَ لقصورھا وعدمِ قابلیتِھا للوجود الخارجی، ما استفاضَ الوجود۔ انتہی۔

ثم ھٰذا القولُ مردود بوجوہ: الاول اَنّ اَحقیۃَ الفیضِ مستلزمۃ للفعلیۃ لانہ لا بخل من جانب المَبْدَءِ[۱] الفیاض، فلولم یُوجدِ الاَحقّ

[۱] اقول۔ اللہ جل جلالہ کو مبدءِ فیاض کہنے میں نظر ہے۔ اوّلاً لفظ مَبْدَء شرع سے ثابت نہیں، بلکہ مُبدِئ بقیہ ص پر

عہ کذا فی المخطوطۃ المنقولۃ۔ ولعل فی الاصل لا مفیدۃ وجودٍ حقیقۃ ۱۲ محمد احمد

ود استفاض منه غیرُ الأحق لزِمَ ترجیحُ المرجوح ۔ اھ باختصار ص۳۴۹

قولِ ششم ۔ فلاسفہ نے مفہوم کی تقسیم جزئی و کلی کی طرف کی ۔ اس پر اعتراض ہوا کہ:

الجزئی المجرد لایدرَكُ الا بعنوانٍ کلی، والمادِیّ لایمکنُ ارتسامُہ فی العقلِ المجرد،

والمفہومُ ماحصل فی العقل ۔ ــــــ زید نے اسے عبارتِ طویلہ میں بیان کرکے لکھا:

الجواب انا لا نسلم اَن الجزئیَ المادیّ یدرَك بعنوانٍ کلی بل ذلك[۱]

ھو التحقیقُ عندنا لان العقولَ العشرۃ عندھم مبرّاۃٌ عن جمیع شوائب

النقص والقبح، ومقدّسۃ منزّھۃ عن سائرِ القبائح والنقائص۔ والجہلُ

اَشدّ القبائح۔ فلا یعزُب عن علمِہا ذرّۃ من ذرّات الموجود فی العالم کلیاتہ

وجزئیاتہ وما دیاتہ ومجرداتہ، فلا یمکن اَن لا یعلمَ العقلُ الاوّل

مثلا تشخصاتِ الموجودات والّا لزم الجہل فیہ ۔ اھ بقدر المقصود۔ ص۲۰۶

قولِ ہفتم ۔ المذہبُ المحق عند المحققین اَن الاعدامَ اللاحقۃ

الزمانیۃَ لیست اُعداما حقیقیۃً بل العدمُ اللاحق غیبوبۃٌ زمانیۃ، بناءً علی

ماثبتَ من وجود الدھر المعبّرِ عنہ بمتنِ نفسِ الامر وحاقِ الواقع الّذی

یسعُ کلَّ موجود ۔ وعلی ھذا فالاَعدام السابقۃُ علی الوجود اذا کان

الحادث[۲] متحققا فی جزءٍ من اجزاء الزمان، اَیضا غیبوباتٌ زمانیہ۔ والعدم

الحقیقی انما ھو بالارتفاعِ والبطلانِ عن صفحۃِ الواقع، فلا یکون

جو باب اکرام سے ہے۔ **ثانیاً** مَبْدَء ایک جانب کَمِ متصل یا منفصل کو کہتے ہیں جہاں سے مثلاً حرکت یا شمار آگے چلے،

تو لفظ مُوہِم ہے **ثالثاً** یوہیں فیاض غیر ثابت **رابعًا** حق تعالیٰ پر اطلاقِ صیغۂ مبالغہ سماع پر موقوف۔ **خامسًا**

اس لفظ کے دوسرے معنی بھی ہیں کہ جناب باری پر محال ۔ فیض ہلاک شدن۔ فیاض بسیار ہالک۔

۱۲ سلطان احمد خان۔

[۱] **اقول** ۔ لایخفیٰ قلق العبارۃ ہہنا ۔ ومقصودہ عہ ان الجزئی المادی لا تدرکہ العقول بوجہ جزئی، بل ذلک الخ

۱۲ سلطان احمد [۲] **اقول** ۔ ہذا مستغنیٰ عنہ بعد ذکر السّبقۃ علی الوجود، کما لایخفی ۱۲ س

عہ لا یبدو ما ہہنا فی الاصل ۔ لعلہ (ان یقول ۔ ونحوہ) والمعنی تام بدون ذلک ایضا ۱۲ محمد احمد غفرلہ

العدمُ بانتفائہ عن کل جزءٍ[1] من اجزاء الزمان، کما فی السرمدیاتِ المتعالیۃ عن الزمان والتغیر۔

وبالجملۃ علی ھذا التحقیق لایکون الزمانیات معدومۃً عن الواقع، بل عن وقتِ وجودہٖ[2] ۔ اھ بالالتقاط ۔ ص۱۵

قولِ ہشتم ۔ خود اسی کتاب کی تعریف میں لکھا ہے۔

"یہ کتاب فرشتہ اثر بلکہ فرشتہ گر ہے ۔ اور صیقل ذہن کیلئے عجب اکسیر اعظم و نافع کبیر ہے"

اور خطبۂ کتاب میں اُس کے مضامین کو ۔" اکتناہِ حقائق و تدقیقِ فصیح و تحقیقِ صریح "سے تعبیر کیا۔ ص۲ ۔

اور اس کا نام،" المنطقُ الجدید لناطق النالہ الحدید" رکھا ۔ لوح میں نام یونہی مطبوع ہوا مگر متن میں بجائے لناطق ، من ناطق ہے ۔

آیا یہ اقوال شرعًا صحیح یا باطل ؟ ۔ اور یہ مدح حِلیۂ صواب سے مُتَحَلّی یا عاطل ؟ ۔ اور اِس نام میں کوئی محذورِ شرعی ہے یا نہیں ؟ ۔ بَیِّنُوا تُوجَرُوا ۔

عبدہ سُلطان احمد خان غفرلہ ۔ یکم رجب ۱۳۰۴ ہجریہ

الجواب

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ رَضِیَ لَنَا الْاِسْلَامَ دِیْنًا ، وَاَغْنَانَا عَنْ شَقَاشِقِ الْفَلَاسِفَۃِ غِنَاءً مُّبِیْنًا ، وَاَرْسَلَ نَبِیَّنَا بِالْھُدٰی وَدِیْنِ الْحَقِّ لِیُظْھِرَہٗ عَلَی الدِّیْنِ کُلِّہٖ ، فَاَتَمَّ الْحُجَّۃَ ، وَاَوْضَحَ الْمَحَجَّۃَ ، وَصَدَعَ بِالْحَقِّ دِقِّہٖ وَجِلِّہٖ ، فَصَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی وَسَلَّمَ وَبَارَکَ عَلَیْہِ ، وَعَلٰی اٰلِہٖ وَصَحْبِہٖ حُمَاۃِ السُّنَنِ ، وَمُحَاۃِ الْفِتَنِ ، وَکُلِّ مَحْبُوْبٍ وَّمَرْضِیٍّ لَدَیْہِ ، صَلَاۃً تَبْقٰی وَتَدُوْمُ ۔

---

[1] اقول ھذا جہلٌ عظیم، فان الزمانی لایوجد الا فی الزمان، فانّ خلاعنہ الزمان بجمیع اجزائہ خلاعنہ الواقع البتۃ۔ وتفسرہ بالمکان اِنْ خَلَتْ عنہ الامکنۃُ باسرہا کان معدومًا فی نفس الامر، والّا لم یکن المکانیُ مکانیا۔ ہف ۔ ۱۲ س عفی عنہ۔

[2] اقول ھذا اعظم جہلا، فان الزمانَ ایضا بما فیہ موجودٌ فی الدہر وکذلک کون الزمان فی الزمان، فلا یمکن علی القول بالدہر ان ینعدم الزمانی عن وقتِ وجودہ، وہل ھذا الّا کالقولِ بالنقیضین ۔ ۱۲ س عفی عنہ۔

بِدَوَامِ الْمَلِكِ الْحَيِّ الْقَيُّوْمِ ؛ ــــ وَاَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ فِي الْخَلْقِ وَالتَّدْبِيْرِ ؛ وَالْاَمْرِ وَالتَّقْدِيْرِ، وَالْوُجُوْدِ الْقَدِيْمِ وَالْعِلْمِ الْمُحِيْطِ ؛ وَاَنَّ سَيِّدَنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ ، الْاٰتِيْ بِالْمِلَّةِ الْغَرَّاءِ ، وَالْحِكْمَةِ الْبَيْضَاءِ ، الْمُنَزَّهَةِ عَنْ كُلِّ خَبْطٍ وَّتَخْلِيْطٍ ؛ وَاِفْرَاطٍ وَّتَفْرِيْطٍ ؛ ــــ صَلَوَاتُ اللّٰهِ وَسَلَامُهٗ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ وَكُلِّ مُنْتَمٍ اِلَيْهِ -

اٰمِيْن ، اٰمِيْن ، اِلٰهَ الْحَقِّ اٰمِيْن -

حق جلّ و علا دینِ حق پر قائم ، اور آفاتِ تفلسُف سے محفوظ و سالم رکھے ــــ فی الواقع عامّہ اقوالِ مذکورہ سخت شنیع و فظیع ہیں - اور شرعِ مطہّر میں اُن کے قائل کا حکم نہایت شدید و جیع ــ لاسیما -

قولِ اوّل

کہ اس میں بالتصریح باری عزّ مجدہٗ کو تدبیر و تصرفِ مادّیات سے بے علاقہ کرنا ــــ مثلاً بدنِ انسانی میں جو مُبین مُبیّن ، ظاہر باہر ، زاہر قاہر تدبیریں صبح شام ، دن رات ہر وقت عیاں و نہاں ہوتی رہتی ہیں جن کی حکمتوں میں عقولِ متوسّط انگشت بہ دنداں ہیں ، یہ سب جلیل و جمیل کام نفسِ ناطقہ کی خوبیاں ہیں ــ اللہ تعالیٰ کو اصلاً ان سے تعلق نہیں ، نہ اُس کا بندوں کے بدنوں میں کوئی تصرف ــ

لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ ــ اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ ــ وَالْعِيَاذُ بِاللّٰهِ ــــ ہیہات ہیہات !! اس سے بڑھ کر کون سا کفر ملعون ہوگا ــ سُبْحٰنَهٗ وَتَعَالٰى عَمَّا يَقُوْلُوْنَ عُلُوًّا كَبِيْرًا ۝

سورۂ یونس و سورۂ رعد و سورۂ الٓمٓ تنزیل السجدہ کے پہلے رکوع اِس نزعۂ فلسفیہ کے رد کو بس ہیں ــــ اور سورۂ یونس علیہ الصلوٰۃ والسلام کے رکوع چہارم میں فرماتا ہے : ــــ

قُلْ مَنْ يَّرْزُقُكُمْ مِّنَ السَّمَاءِ وَالْاَرْضِ اَمَّنْ يَّمْلِكُ السَّمْعَ وَالْاَبْصَارَ وَمَنْ يُّخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ وَيُخْرِجُ الْمَيِّتَ مِنَ الْحَيِّ وَمَنْ يُّدَبِّرُ الْاَمْرَ فَسَيَقُوْلُوْنَ اللّٰهُ ۚ فَقُلْ اَفَلَا تَتَّقُوْنَ ۝

تو فرما کون تمھیں روزی دیتا ہے آسمان سے (مینہ اُتار کر) اور زمین سے (کھیتی اُگا کر) یا کون مالک ہے شنوائی اور نگاہوں کا ــــ (کہ مُسبّبات کو اسباب سے ربط عادی دیتا ہے - اور قرنی سے

ہوا کو صوت کا حامل کرتا، پھر اُسے اِذنِ حرکت دیتا، پھر اُسے عَصَبۂ مفروشہ تک پہونچاتا، پھر اُس کے بجنے کو محض اپنی قدرتِ کاملہ سے ذریعۂ ادراک فرماتا ہے ــــ اور اگر وہ نہ چاہے تو صُوْر کی آواز بھی کان تک نہ جائے۔ یونہیں جو چیز آنکھ کے سامنے ہو، اور موانع و شرائط عادیہ مرتفع ومجتمع ــــ وَاللّٰہُ اَعلمُ اَنّ ذٰلکَ بالاِنطِباعِ، اوخروجِ الشعاع، کما قد شاع۔ اوکیفما شاء ــــ اُس وقت اِبصار کا حکم دیتا ہے ــــ اور اگر وہ نہ چاہے روشن دن میں، بلند پہاڑ نظر نہ آئے) اور وہ کون ہے جو نکالتا ہے زندے کو مُردے سے (کافر سے مومن، نطفہ سے انسان، انڈے سے پرند) اور نکالتا ہے مُردے کو زندے سے۔ (مومن سے کافر، انسان سے نطفہ، پرندے سے انڈا) اور کون تدبیر فرماتا ہے ہر کام کی ــــــ (آسمان میں اُسکے کام، زمین میں اس کے کام ــــ ہر بدن میں اس کے کام، کہ غذا پہونچاتا ہے۔ پھر اُسے روکتا ہے۔ پھر ہضم بخشتا ہے۔ پھر سہولت دفع کو پیاس دیتا ہے۔ پھر پانی پہونچاتا ہے۔ پھر اُس کے غلیظ کو رقیق، لزج کو مُنزلِق کرتا ہے۔ پھر ثُفلِ کَیلُوس کو اَمعَا کی طرف پھینکتا ہے۔ پھر ماساریقا کی راہ سے، خالص کو جگر میں لیجاتا ہے۔ وہاں کیموس دیتا ہے۔ تلچھٹ کا سودا، جھاگوں کا صَفرا، کچے کا بلغم، پکے کا خون بناتا ہے۔ فضلہ کو ہر شے کی طرف پھینکتا ہے۔ پھر انھیں بابُ الکبِدْ کے راستہ سے عُروق میں بہاتا ہے۔ پھر وہاں سے پارہ بکاتا ہے۔ بے کار کو پسینہ بناکر نکالتا ہے۔ عِطر کو بڑی رگوں سے جَداوِلْ، جداول سے سَواقِیْ، سواقی سے باریک عُروق، پیچ در پیچ تنگ بر تنگ راہیں چلاتا ہوا، رگوں کے دہانوں سے اعضا پر اُونڈیلتا ہے۔ پھر یہ مجال نہیں کہ ایک عُضو کی غذا دوسرے پر پڑے۔ جس کے مناسب ہے اُسے پہونچاتا ہے۔ پھر اعضا میں چوتھا طَبخ دیتا ہے کہ اِس صورت کو چھوڑ کر صورتِ عُضویہ لیں۔ اِن حکمتوں سے، بقائے شخص کو، مَایَتحَلَّل کا عوض بھیجتا ہے۔ جو حاجت سے بچتا ہے اُس سے بالیدگی دیتا ہے ــــ اور وہ اِن طریقوں کا محتاج نہیں، چاہے تو بے غِذا ہزار برس جِلائے، اور نماء کامل پر پہونچائے ــــ پھر جو فُضلہ رہا اُسے منی بناکر صُلب و تَرائب میں رکھتا ہے۔ عَقد و انعقاد کی قوت دیتا ہے۔ زن و مرد میں تالیف کرتا ہے۔ عورت کو باوجود مشقتِ حَمل، وصعوبتِ وَضع، شوق بخشتا ہے۔ حفظِ نوع کا سامان فرماتا ہے۔ رَحم کو اِذنِ جذب دیتا ہے۔ پھر اُس کے اِمساک کا حکم کرتا ہے۔ پھر اُسے پکاکر خون بناتا ہے۔ پھر طبخ دے کر گوشت کا ٹکڑا کرتا ہے۔ پھر اُس میں کلیاں، کنچھیاں نکالتا ہے۔ قسم قسم کی ہڈیاں، ہڈیوں پر گوشت،

گوشت پر پوست، سیکڑوں رگیں، ہزاروں عجائب ـــــ پھر جیسی چاہے تصویر بناتا ہے۔ پھر اپنی قدرت سے رُوح ڈالتا ہے۔ بے دست وپا کو ان ظلمتوں میں رزق پہونچاتا ہے۔ پھر قوت آنے کو، ایک مدت تک روکے رہتا ہے۔ پھر وقتِ مُعَیّن پر حرکت و خروج کا حکم دیتا ہے۔ اُس کے لئے راہ آسان فرماتا ہے۔ مٹی کی مورت کو پیاری صورت، عقل کا پُتلا، چمکتا تارا، چاند کا ٹکڑا کر دکھاتا ہے۔ فَتَبٰرَكَ اللّٰهُ اَحۡسَنُ الۡخٰلِقِیۡنَ ○ ـــــ (اور وہ اِن باتوں کا محتاج نہیں، چاہے تو کروروں انسان پتھر سے نکالے۔ آسمان سے برسائے۔)

ہاں بتاؤ وہ کون ہے جس کے یہ سب کام ہیں؟ فَسَیَقُوۡلُوۡنَ اللّٰهُ۔ اب کہا چاہتے ہیں کہ اَللّٰہ۔ تو فرما پھر ڈرتے کیوں نہیں؟ آمَنَّا بِاللّٰہِ وَحۡدَہٗ ـــــ آہ! آہ!! اے مُتَفَلسِف مسکین! کیوں اب بھی یقین آیا یا نہیں کہ تدبیر و تصرّف اسی حکیم علیم کے کام ہیں؟ ـــ جَلَّ جَلَالُهٗ وَعَمَّ نَوَالُهٗ۔ فَبِاَیِّ حَدِیۡثٍ بَعۡدَهٗ یُؤۡمِنُوۡنَ ○

فقیر غفراللہ تعالیٰ لہ نے اس آیۂ کریمہ کی تفسیر میں یہ دو حرف مختصر بقدر ضرورت ذکر کیے، ورنہ روزِ اوّل سے اب تک جو کچھ ہوا، اور آج سے قیامت، اور قیامت سے اَبَدُالآباد تک جو کچھ ہوگا وہ سب کا سب اِن دو لفظوں کی شرح ہے کہ: یُدَبِّرُ الۡاَمۡرَ ـــ سُبۡحٰنَہٗ مَا اَعۡظَمَ شَانَہٗ۔

مسلمان غور کرے کہ یہ عظیم حکیم کام جن کے بحر سے ایک قطرے، اور صحرا سے ایک ذرّے کی طرف ہم نے اِجمالی اشارہ کیا، شبانہ روز انسان کے بدن میں ہوا کرتے ہیں اور لاکھوں کروروں نفوسِ ناطقہ کی زمین کو اُن کی خبر نہیں ہوتی ـــــ ہزاروں میں دو ایک، سالہا سال کے ریاض و تعلیم میں، اُن میں سے اَقَلّ قلیل پر، بقدرِ قدرت اطلاع پاتے ہیں ـــ اِس پر جو کل بگڑی بنائے نہیں بنتی۔ جو ڈورا اُلجھے سلجھائے نہیں سلجھے۔ پھر کیسا سخت جاہل ہے جو تدبیرِ ابدان، نفس کے سر دھرے ـــــ اچھا مُدَبِّر، اور اچھے مُعتَقِد!! ضَعُفَ الطَّالِبُ وَالۡمَطۡلُوۡبُ ـ

ـــــــــــــــــــ

لہ مگر سُفہائے فلسفہ، نُظرائے ہَبَنّقہ سے کیا جائے شکایت کہ وہ ان افعالِ مُتقنہ ... تصویرِ جنین کو نفسِ حیوانی بلکہ قوتِ غیر شاعرہ کی طرف مستند کرنے میں بھی باک نہیں رکھتے ؏ مَا عَلیٰ مِثۡلِھِمۡ یُعَدُّ الۡخَطَاء ؂ سُبۡحٰنَ اللّٰہ! خالقِ مختار جلّت قدرتہٗ کی طرف، بلا واسطہ تمام کائنات کے استناد میں اُن کیلئے وہ زہر گھلا ہے کہ یہ حقِ ناصع کسی طرح قبول نہیں۔ اور ایسی بدیہی خرافتیں منظور و مقبول ـ وَلٰکِنۡ مَّنۡ لَّمۡ یَجۡعَلِ اللّٰہُ لَهٗ نُوۡرًا فَمَا لَهٗ مِنۡ نُّوۡرٍ ۱۲ منہ (رضی المصنف قدس سرہٗ)

سُبْحٰنَ اللہ! اگر یہی بات واقعی ہے، اور ہمارے رب تبارک وتعالیٰ کو اِن اُمور سے اصلاً علاقہ نہیں، جیسا کہ اِس مُتفلسِف نے اِدّعا کیا تو وائے جہالت! نفس ہی کو نہ پوچھے! جو ایسی قاہر قدرت رکھتا، اور بہ طورِ خود اپنے بدن کی یہ جلیل تدبیر کیا کرتا ہے ـــــ وَرَبُّنَا الرَّحْمٰنُ الْمُسْتَعَانُ عَلٰی مَا تَصِفُوْنَ۔

زید کے اِس قول میں ایک کفرِ جلی تو یہ ہے ـــــ **ثُمَّ اَقُوْلُ**:ـ ناظرِ عارف، مناظرِ منصف آگاہ وواقف کہ سوقِ عبارت سے خالقیتِ عقول متبادر[1] ومنکشف ـ اور قائلانِ عقول کا یہ مسلک ہونا اُس کا اقوی مشید ومرصف ـــــ اگرچہ پلّے مکابر لنگ، نہ مجالِ مناقشہ تنگ ـــــ اور اگر یہی تاہم[2] تعادلِ کفّتین میں اشتباہ نہیں ـــــ اور نہ بھی مانو تو اِیہامِ شدید سے بچنے کی راہ نہیں ـ اور ایسی جگہ مُجرّد اِیہام بحکمِ شرع ممنوع وحرام ہے ـــــ کَمَا سَیَاتِیْ۔

بہ ہر حال اگر یہی مقصود[3]، تو اُس کا کفرِ بواح ہونا خود ایسا بیّن کہ محتاجِ بیان نہیں ـ رب تبارک وتعالیٰ فرماتا ہے۔

هَلْ مِنْ خَالِقٍ غَيْرُ اللّٰهِ کیا کوئی اور بھی خالق ہے خدا کے سوا ـ

---

[1] **اقول** ـ فقیر ایک مثالِ واضح ذکر کرتا ہے کہ منصف کو کافی ہو ـ اور مُتعسِّف کو دفتر بس نہیں ـ مثلاً اگر کہا جائے کہ قرآن مجید سے علاقہ رکھنے میں لوگ مختلف رنگ پر ہیں ـ کوئی بہ قوتِ اجتہاد اُس سے اِستنباطِ احکام کرتا ہے، کوئی بہ حزم و احتیاط اُس کی تفسیر لکھتا ہے، کوئی حافظ ہے، کوئی قاری، کوئی سامع، کوئی تالی، ایک مُعلّم، دوسرا مُتعلّم ـ یہ سب لوگ اُس سے سچا عِلاقہ رکھتے ہیں ـــــ اور بعض وہ ہیں جن کے لئے اِن علاقوں میں سے کچھ نہیں، اور اُنھیں قرآن سے تعلق نہیں مگر مثلاً عِلاقہ عداوت وتکذیب جیسے مصنفِ منطق الجدید و مجوس وہنود ونصاریٰ ویہود ـ

ایمان سے کہنا اِس کلام سے صاف صاف یہ سمجھا جائے گا یا نہیں کہ قائل نے مصنفِ منطق الجدید کو بھی دشمن و مکذّبِ قرآن بتایا ـ اگرچہ لفظ مثلاً میں اتنی گنجائش ہے کہ یہ علاقہ، مذکورینِ مابعد کے لئے سمجھیں اور مصنّفِ مسطور کیلئے اور کچھ تصوّر کریں ـ مثلاً فال کھولنا یا تجارت کرنا ـــــ تقصیر معاف! اِس نہجِ خاص پر وضعِ مثال اظہارِ حق کے لئے ہے کہ آدمی اپنے مقابلہ میں خواہی نہ خواہی ظاہر متبادر پر جاتا ہے، اور وہاں دوسرے کی طرف سے اِبدائے عذر کو، احتمالاتِ بعیدہ تلاش نہیں کرتا ـــــ اب اِس مثال کو اپنی عبارت سے ملا کر دیکھ لیجئے کہ بعینہٖ اُسی رنگ کی ہے یا نہیں؟ ـــــ پھر جب یہاں یہ متبادر، تو وہاں سے اِدّعائے خالقیتِ عقول کیوں کر ظاہر نہ ہوگا؟ ـ وَاللہُ تَعَالٰی الْهَادِیْ ۱۲ عبدہٗ سُلطان احمد خان غفرلہٗ۔

[2] یہ سب تنزّلات بہ لحاظِ مُجادلین ہیں، ورنہ اصل کار وہی تبادرِ خالقیت ہے ـ کَمَا بَیَّنَّا ۱۲ س عفی عنہٗ۔

[3] کما ہو الظاہر المتبادر وان انکرالمکابر ۱۲ س عفی عنہٗ

اور ارشاد فرماتا ہے۔ عَزَّ وَجَلَّ :—

یٰاَیُّهَا النَّاسُ ضُرِبَ مَثَلٌ فَاسْتَمِعُوْا لَهٗ اِنَّ الَّذِیْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اٰلِهَةً لَنْ یَّخْلُقُوْا ذُبَابًا وَّلَوِ اجْتَمَعُوْا لَهٗ۔

اے لوگو! ایک کہاوت بیان کی گئی اُسے کان لگاکر سنو، بے شک وہ جنھیں تم اللہ کے سوا معبود ٹھہراتے ہو ہرگز ایک مکھی نہ بنائیں اگرچہ اُس پر ایکا کرلیں۔

اور فرماتا ہے۔ جَلَّتْ عَظْمَتُهٗ :—

اَلَا لَهُ الْخَلْقُ وَالْاَمْرُ تَبٰرَكَ اللّٰهُ رَبُّ الْعٰلَمِیْنَ ○

سُن لو! خاص اُسی کے کام ہیں خلق[1] و تکوین برکت والا ہے اللہ مالک سارے جہان کا

اور فرماتا ہے۔ تَعَالیٰ شَانُهٗ :—

اَللّٰهُ الَّذِیْ خَلَقَكُمْ ثُمَّ رَزَقَكُمْ ثُمَّ یُمِیْتُكُمْ ثُمَّ یُحْیِیْكُمْ هَلْ مِنْ شُرَكَآئِكُمْ مَّنْ یَّفْعَلُ مِنْ ذٰلِكُمْ مِّنْ شَیْءٍ سُبْحٰنَهٗ وَتَعٰلٰی عَمَّا یُشْرِكُوْنَ

اللہ وہ ہے جس نے تمھیں بنایا، پھر روزی دی، پھر مارے گا، پھر جلائے گا۔ تمھارے شریکوں میں کوئی ایسا ہے جو اِن کاموں میں سے کچھ کرے؟ پاکی اور برتری ہے اُسے ان کے شرک سے۔

اور سورۂ لقمان میں افلاک و عناصر و جمادات و حیوانات و آثارِ عَلویہ و نباتات سب کی طرف اِجمالی اشارہ کرکے اِرشاد فرماتا ہے۔ تَقَدَّسَ اسْمُهٗ :—

هٰذَا خَلْقُ اللّٰهِ فَاَرُوْنِیْ مَاذَا خَلَقَ الَّذِیْنَ مِنْ دُوْنِهٖ بَلِ الظّٰلِمُوْنَ فِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ ○

یہ سب تو خدا کا بنایا ہوا ہے وہ مجھے دکھاؤ کہ اُس کے سوا اوروں نے کیا بنایا، بلکہ ناانصاف لوگ صریح گمراہی میں ہیں —

صَدَقَ اللّٰهُ سُبْحٰنَهٗ —— یہاں تک کہ اِس امر کا باری عَزَّ اسْمُهٗ سے خاص ہونا مدارکِ مُشرکینِ عرب میں بھی مُرتسم تھا — قَالَ جَلَّ ذِکْرُہٗ :—

وَلَئِنْ سَاَلْتَهُمْ مَّنْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ لَیَقُوْلُنَّ اللّٰهُ

اور بے شک اگر تو اُن سے پوچھے کہ آسمان و زمین کس نے بنائے ضرور کہیں گے اللہ نے

سلطان احمد خاں

[1] یہاں خلق سے مراد مادہ سے بنانا جیسے آدمی نطفہ سے — اور تکوین سے مراد امرِ کن سے موجود فرما دینا جیسے اَرواح کی پیدائش۔ ۱۲ بریلوی عفا عنہ المولی القوی

یہ سخافت جلیہ و خرافت علیہ جس نے انھیں امیرالجبیر بنایا عُقلائے فلسفہ کا حصہ تھی۔
قَاتَلَهُمُ اللّٰهُ اَنّٰی یُؤفَکُوْنَ

سلّمنا کہ زید کا یہ مطلب نہیں۔ نہ وہ عقولِ عشرہ کو خالق بالذات و مُوجِد مُستقل مانے بلکہ انھیں صرف شرط و واسطہ جانتا، اور باری تعالیٰ کی تاثیر و فاعلیت کا مُتَمِّم مانتا ہے تو گویا "مثلاً" اِسی تنویع کی طرف مُشیر کہ علاقہ خلق ہو یا وساطت فی الخلق —— اور اِس قدر سے اُسے انکار کی گنجائش نہیں، کہ دوسرے رسالہ میں خود اُس کا اِقرار کیا اور اُسے مذہب محقق و مشرب حق قرار دیا —— تو یہ خود کفرِ واضح و اِرتدادِ فاضح ہونے میں کیا کم ہے کہ اِس میں صراحۃً اُس قادر ذوالجلال، غنی متعال تبارک وتعالیٰ کو خلق و ایجاد میں غیر کافی، اور دوسری چیز کے توسّط و آلیت کا محتاج، اور صاف صاف اُس قدیر مجید عزّوجلّ کو فاعلیت میں ناقص، اور عقولِ عشرہ کو اُس کا کامل و تام کرنے والا مانا۔

—— وَاَیّ کُفْرٍ اَفْحَشُ مِنْ ھٰذَا؟ —— یہ ایک کفر نہیں بلکہ معدنِ کفر ہے۔
باری کا عجز ایک کفر —— دوسرے کی طرف نیاز دو کفر —— آپ ناقص ہونا تین کفر۔
—— غیر سے تکمیل پانا چار کفر —— خالقِ مستقل نہ ہونا پانچ کفر۔

فَکُفْرٌ فَوْقَ کُفْرٍ فَوْقَ کُفْرٍ ۔۔۔ کَاَنَّ الْکُفْرَ[1] مِنْ کُثْرٍ وَّ دَفْرٍ
کَمَاءٍ اٰسِنٍ[2] فِیْ نَتْنِ دَفْرٍ ۔۔۔ تَتَابَعَ قَطْرُہٗ مِنْ ثَقْبِ کَفْرٍ[3]

وَلَاحَوْلَ وَلَاقُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ

ثمّ اقول :۔ اِستقصا کیجیے تو ہنوز تعدّدِ خالق کے لوائح، کلامِ زید سے علانیہ لائح —— قولِ وسیط کی تقریر —— اُس میں چاند سورج کی تنظیر —— قیدِ "بالذات" کی بار بار تکریر۔
صاف صاف بتا رہی ہے کہ عقول سے صرف خالقیتِ ذاتیہ مُنتفی مانتا ہے —— نہ خالقیتِ مُستفادہ —— اور اِس قدر واقع و نفس الامر میں صدقِ خالق کا منافی نہیں —— یوں تو علم و سمع و بصر و حیات

---

[1] فیہ توجیہان۔ الاول اَنّ مِنْ بما بعدہ متعلق بالشطر الآتی۔ وخبر کانّ قولہ کماءٍ الخ۔ لٰکن علیٰ ہٰذا التعلیل۔ والثانی انہا ہی الخبر بعد تعلقہا بما خوذاً ونحوہ۔ واللام فی الکفر للعہد۔ ای کانّ کفرہ ہٰذا ماخوذ من الکثر والوفر باسقاط بعض الحروف منہا ۱۲ س

[2] ماءٌ آسن متغیر الطعم والرائحۃ۔ نتن گندہ شدن وگندگی۔ دفر بدال مہملۃ مفتوحۃ، بوئے بغل ۱۲ س

[3] کفر بالفتح کوہ بزرگ۔ قطر بالفتح جمع قطرۃ۔ تتابع پے درپے آمدن ۱۲ س

بلکہ نفسِ وجود تمام عالم سے منفی اور حضرت حق جلّ وعلا سے خاص — پھر باایں ہمہ اِنَّہٗ لَذُوْ عِلْمٍ وَجَعَلْنٰہُ سَمِیْعًا بَصِیْرًا و بَلْ اَحْیَاءٌ عِنْدَ رَبِّھِمْ و اِنَّمَا یَقُوْلُ لَہٗ کُنْ فَیَکُوْنُ ٥ قضایائے حقہ صادقہ ہیں۔ اور حقائقُ الاشیاءِ ثابتۃٌ

پہلا عقیدہ خود اپنی ہی نظیر میں دیکھئے کہ نورِ قمر تابِ آفتاب سے مُستفاد ہونا جَعَلَ الشَّمْسَ ضِیَاءً وَّالْقَمَرَ نُوْرًا کے مخالف نہ ٹھہرا

اور لفظ "مجازی" جس طرح حقیقت کے مُقابل بولتے ہیں، یو ہیں مُقابلہ ذاتی اطلاق، اور ذاتی کو بہ لفظ حقیقت خاص کرتے ہیں — ہماری مِلک بِلکِ مجازی ہے"۔ یعنی بہ عطائے الٰہی، نہ اپنی ذات سے — نہ یہ کہ حقیقت و نفس الامر میں باطل ہے۔

قال تعالٰے:۔ فَھُمْ لَھَا مَالِکُوْنَ ٥ وقال تعالٰے:۔ مَامَلَکَتْ اَیْمَانُھُمْ

ولہٰذا وَاسْئَلِ الْقَرْیَۃَ مجاز ہوا، کہ علم و سماع و قدرت علی الجواب جو مصحح استفسارِ حقیقی ہیں وہاں مَسلوب ومعدوم — اور سَلْھُمْ اَیُّھُمْ بِذٰلِکَ زَعِیْمٌ ٥ قطعاً حقیقت کہ ثبوت یقینی اگرچہ عطائی ہے

لہ آیۂ کریمہ نص واضح ہے کہ قمر مستنیر ہو کر انارۂ عالم کرتا ہے۔ ھو الراجحُ من جھۃِ العقل ایضا والیہ جنحَ المحققون منھم الامام الرازی۔ نہ یہ کہ بے اِستِنارہ صرف ضوءِ شمس کا تادیہ کرے۔ کماظنہٗ بعضُ الفلاسفۃ زعمًا یہ کہ وہ خود نورانی نہیں بلکہ پَر تو مہرسے روشن ہوتا ہے **اقول** اِس کی نہ ہم نفی کریں لعدم ذرۂ ذو السمع بتکذیبہ۔ نہ اس پر جزم ضرور ہے لعدم قیامِ البرھانِ علی تصویبہ۔ واللہ قد انُ لیس فی شیٔ من البرھان۔ وان زعموا انّہ بدیھیّ ثابت بالحدس۔ کیف ولا قاطع بابطال قولِ ابن الھیثم فی الاَھِلّۃ۔ وماذکروہ من حدیث الخسوف فیجوز ان یکون ذلک لانّ القادر تعالٰی ینزع منہ النورَ متی شاءمِنْ دونِ ان تکونَ الحیلولۃُ ھی المُوجِبۃُ لہ — والمعیّۃُ لاتفید العلیّۃ — بل ھٰذا الذی ذکرنا ھو المستفادُ مِن ظواھرِ الاحادیث — وقد رأیناکذبھم فی کسوفٍ وقع علی عھدِ رسولِ اللّٰہ صلی اللّٰہ تعالٰی علیہ وسلم لعشرٍ خَلَوْنَ من شوال — مع انّ قاعدتھم تقضی بانْ لایقع الّا آخرالشھر، اِذ المقارنۃ لاتکون اِلّا اِذ ذاک۔ فلماظھرلنا انتقاضُ الدّورانِ فی الکسوف عسیٰ ان یظھر ایضا فی الخسوف — علٰی انّ فی الباب احتمالاتٍ اُخر لا یکافیھا الدلیل — وبالجملۃ مالم یخبرعنہ نبا ہ مضطرِباھکذا الی یوم القیٰمۃ۔ فاستفِدہُ فانّہُ مھمّ۔ نَعَمْ افاد الامامُ عبدُ الوھاب الشعرانی فی میزان الشریعۃ الکبرٰی اجماعَ اھلِ الکشف علٰی انّ نورا لقمر مستفادٌ من نورِ الشمس — فمِنْ ھذا الوجہ نحن نقول بہ — واللّٰہ تعالٰی اعلم ۱۲ منہ (ای من المصنف قدس سرہٗ)

ہر عاقل جانتا ہے کہ مدارِ حقیقت ثبوت فی الواقع پر ہے ـــــ اور وہ ذاتی و مُستفاد دونوں سے عام ـــــ ؎ ھٰذَا الَّذِیْ تَعْرِفُ الْبَطْحَاءُ وَطْأَتَہٗ ؛ اور ؎ اَلْعَرَبُ تَعْرِفُ مَنْ اَنْکَرْتَ وَالْعَجَمُ میں جو فرقِ استعمال ہے عاقل پر مستور نہیں ـــــ ہیہات ! اگر حقیقت منُوط بہ ذاتیت ہو تو لازم آئے کہ معاذ اللہ خَلْقِ اَشیا حقیقۃً جناب باری سے مسلوب بلکہ محال ہو، اور اُس کا اثبات فقط مجازی خیال ـ کہ جب حقیقۃً اِفاضۂ وجود نہ ہوا تو واقع میں کچھ نہ بنا ـ اَعْطٰی کُلَّ شَیْءٍ خَلْقَہٗ کیونکر صادق آئے ـ وَقِسْ عَلٰی ھٰذَا اشْیَاءَ اُخْرٰی

لَاجَرَم ایسی مجازیت صدقِ حقیقی کی نافی، نہ ثبوتِ واقعی کے مُنافی ـــــ تو زید کا یہ بیان علی الاعلان مُنادی کہ عقولِ عشرہ سے صرف خالقیتِ ذاتیہ منفی، ورنہ حقیقۃً وہ خالقِ عالَم ہیں ـ جیسے چاند مُنیرِ زمین ـــــ اگرچہ یہ خالقیت حق جلّ وعلا سے مُستعار، جس طرح شمس سے قمر کے انوار ـ

قرآن و اہل قرآن سے پوچھ دیکھئے کہ یہ عقیدہ اُن کے نزدیک کس درجہ بُطلان پر ہے ـ حاش للہ ! نہ اللہ کے سوا کوئی خالق بالذات، نہ ہرگز ہرگز اُس نے منصب ایجادِ عالم کسی کو عطا فرمایا کہ قدرتِ مُستفادہ[1] سے خالقیت کیا کرے ـ سُبْحٰنَہٗ وَتَعَالٰی عَمَّا یُشْرِکُوْنَ ٥

بالجملہ باری تبارک وتعالیٰ کو کسی شَی کی تدبیر و تصرف سے بے تعلق، یا اُس کے غیر کو خالق جواہر، خواہ ایجادِ باری تعالیٰ کا مُتمِّم کہنا قطعاً جزماً کفریاتِ خالصہ ـــــ اور یہ سب مسائل اَجلّٰی ضروریاتِ دین سے ہیں ـ بلکہ اُن میں بھی ممتاز ـ اور اپنے کمال وُضوح میں تجشّم ایضاح سے غنی و بے نیاز ـ

(تنبیہ) ہاں عجب نہیں کہ زید کو سرگرمیِ وَساوِس اِن عُذرِ بارد پر لائے کہ میں اِن اُمور کا دل سے معتقد نہیں، یہ تو میں نے فلاسفہ کے طور پر لکھ دیا ہے ـ

---

[1] واِنّا اَخْلُقُ مِنَ الطِّیْنِ کَھَیْئَۃِ الطَّیْرِ فلایخفیٰ علیٰ ذی لُبٍّ اَنّ فیہ تبدیلَ الجسم التعلیمی، دونَ ایجادِ الطبعی ـ بل ذلک ایضاً ـ اعنی زوالَ ابعادٍ وحدوثَ اُخریٰ ـ اِنّما ہو علیٰ طریقۃِ الحکماء القائلین بالکم المتصل ـ واَمّا المتکلمون فلم یحدثْ عندہم فی الطّین شیٔ لم یکن، ولم یزل عنہ شیٔ قد کان ـ وانما انتقلتِ الجواہرُ الفردۃ من طولٍ الی عرضٍ او بالعکس مثلاً کما صرّحوا بہ فی الشمعۃ ـــــ وہذا ہو معنی تصویرِ الملک الموکَّلِ بالرَّحِم الجنینَ فیہا ـــــ فلیس الّا ابداءُ ہیئاتٍ لاجزاءِ الجسم، لا ایجادُ لحمٍ او شحمٍ او عظمٍ ـــــ واللہ تعالیٰ اعلم ـ ۱۲ منہ (قدس سرہٗ)

اقول - لاتعدم الخرقاء حیلۃ ـــــ بیّن وواضح کہ یہاں کوئی صورتِ اکراہ نہ تھی ـــــ اور بلا اکراہ کلمۂ کفر بولنا خود کفر، اگرچہ دل میں اُس پر اعتقاد نہ رکھتا ہو۔ اور عامۂ علما فرماتے ہیں کہ اِس سے نہ صرف مخلوق کے آگے بلکہ عند اللہ بھی کافر ہو جائے گا۔ کہ اُس نے دین کو معاذ اللہ کھیل بنایا اور اُس کی عظمت خیال میں نہ لایا۔

امام علامہ فقیہ النفس فخر الدین اوزجندی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ "خانیہ" میں فرماتے ہیں:

رَجُلٌ کَفَرَ بِلِسَانِہٖ طَائِعًا وَقَلْبُہٗ عَلَی الْاِیْمَانِ یَکُوْنُ کَافِرًا، وَلَایَکُوْنُ عِنْدَ اللّٰہِ مُؤْمِنًا۔

حاوی میں ہے: مَنْ کَفَرَ بِاللِّسَانِ وَقَلْبُہٗ مُطْمَئِنٌّ بِالْاِیْمَانِ فَھُوَ کَافِرٌ وَلَیْسَ بِمُؤْمِنٍ عِنْدَ اللّٰہِ۔

مجمع الانہر و جواہر الاخلاطی میں ہے ـ وہذا لفظ المجمع :-

مَنْ کَفَرَ بِلِسَانِہٖ طَائِعًا وَقَلْبُہٗ مُطْمَئِنٌّ بِالْاِیْمَانِ فَھُوَ کَافِرٌ وَلَایَنْفَعُہٗ مَا فِیْ قَلْبِہٖ، لِاَنَّ الْکَافِرَ یُعْرَفُ بِمَا یَنْطِقُ بِہٖ مِنَ الْکُفْرِ، فَاِذَا نَطَقَ بِالْکُفْرِ کَانَ کَافِرًا عِنْدَنَا وَعِنْدَ اللّٰہِ تَعَالٰی۔

بحر الرائق میں ہے :-

وَالْحَاصِلُ اَنَّ مَنْ تَکَلَّمَ بِکَلِمَۃِ الْکُفْرِ ھَازِلًا اَوْ لَاعِبًا کَفَرَ عِنْدَ الْکُلِّ، وَلَا اعْتِبَارَ بِاعْتِقَادِہٖ ـــ وَمَنْ تَکَلَّمَ بِھَا خَطَأً اَوْ مُکْرَھًا لَایَکْفُرُ عِنْدَ الْکُلِّ ـــ وَمَنْ تَکَلَّمَ بِھَا عَالِمًا عَامِدًا کَفَرَ عِنْدَ الْکُلِّ۔

طریقۂ محمدیہ وحدیقۂ ندیہ میں ہے :-

اَلتَّکَلُّمُ بِمَا یُوْجِبُہٗ (ای الکفر) طَائِعًا مِنْ غَیْرِ سَبْقِ اللِّسَانِ عَالِمًا بِاَنَّہٗ کُفْرٌ (کفر) بِالْاِتِّفَاقِ، وَکَذَا الْفِعْلُ وَلَوْ ھَزْلًا وَمِزَاحًا بِلَا اِعْتِقَادِ مَدْلُوْلِہٖ، بَلْ مَعَ اعْتِقَادِ خِلَافِہٖ (بقلبہ) فَاِنَّہٗ یَکْفُرُ عِنْدَ اللّٰہِ تَعَالٰی اَیْضًا فَلَا یُفِیْدُہٗ (فی عدم الکفر) اِعْتِقَادُ الْحَقِّ بِقَلْبِہٖ لِاَنَّ ذٰلِکَ جُعِلَ کُفْرًا فِی الشَّرْعِ، فَلَا تَعْمَلُ النِّیَّۃُ فِیْ تَغْیِیْرِہٖ ـ اھ ملخصا۔

رہا یہ کہ فلاسفہ کے طور پر کہا، **اقول** - سچ ہے ہم کب کہتے ہیں کہ مسلمانوں کے

طور پر کہا؟ —— آخر جو کلمۂ کفر کہا جائے گا ۔ وَالعیاذ باللہِ تعالیٰ ۔ وہ غالباً کسی نہ کسی فرقۂ کافرہ کے طور پر ہوگا ۔ پھر کیا اِس قدر، اُس حکم سے نجات دے سکتا ہے؟ ۔ حاشا و کلّا

زید مُتفَلسِف سے اِستِفسار کیجئے، بھلا اُسے کفر تو جانتا تھا کہیں اِس عبارت میں اُس کے ردیا اُس سے تبرّی کی طرف بھی اِشارہ کیا؟ ۔ کسی کلمہ، کسی حرف سے کراہت و ناپسندی کی بو بھی آتی ہے؟ ۔ ہَیہات ہَیہات! نہ ہرگز ہرگز کوئی لفظ ایسا لکھا جس سے معلوم ہوتا کہ دوسرے کا قول نقل و حکایت کرتا ہے —— بلکہ اِس سب کے بَرعکس اُسے لفظ التحقیق کے نیچے داخل کیا، اور "قولِ وسیط" میں ھٰذا التحقیق کہا جس نے رہا سہا سب بھرم کھول دیا ۔ فَاِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۝

ائمۂ دین، یہاں تک کہ خود مُنقِّحِ مذہب حضرت امام ربّانی ابو عبد اللہ محمد بن حسن شیبانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ تصریح فرماتے ہیں کہ:

"جو شخص اپنی زبان سے اَلْمَسِیْحُ ابْنُ اللہِ کہے اور کوئی لفظ ایسا کہ حکایتِ قولِ نصاریٰ پر دلیل ہو ذکر نہ کرے، اگرچہ قصدِ حکایت کا دعویٰ کرتا رہے، ہرگز سچّا نہ ٹھہرائیں گے اور عورت نکاح سے نکل جانے کا حکم دیں گے۔"

علامہ بدر الدین رشید حنفی رسالہ الفاظ مُکفِّرہ میں فتاویٰ صغریٰ وغیرہا سے ناقل: ۔

لَوْ قَالَتْ لِلْقَاضِیْ سَمِعْتُ زَوْجِیْ یَقُوْلُ الْمَسِیْحُ ابْنُ اللہِ ۔ فَقَالَ اِنَّمَا قُلْتُ حِکَایَۃً عَمَّنْ یَقُوْلُہٗ، فَاِنْ اَقَرَّ اَنَّہٗ لَمْ یَتَکَلَّمْ اِلَّا بِھٰذِہِ الْکَلِمَۃِ بَانَتْ اِمْرَاَتُہٗ ۔

اُسی میں ہے: ۔ قَالَ مُحَمَّدٌ اِنْ شَھِدَ الشُّھُوْدُ اَنَّھُمْ سَمِعُوْہُ یَقُوْلُ الْمَسِیْحُ ابْنُ اللہِ، وَلَمْ یَقُلْ غَیْرَ ذٰلِکَ، یُفَرِّقُ الْقَاضِیْ بَیْنَھُمَا وَلَا یُصَدِّقُہٗ

سُبحٰنَ اللہ! جب اِس مسئلہ میں —— جہاں قرینِ قیاس کہ اُس نے لفظِ حکایت کہا ہو اور زن و شُہود نے نہ سُنا —— حکمِ بَینُونَت دیتے ہیں تو آدمی کفر صریح سے کتاب کو گندہ کر کے، اور اُسے وَھٰذَا التَّحقِیق کے زیور پہنا کے کیوں کر سبیلِ نجات پا سکتا ہے؟ ۔ وَنَسْاَلُ اللہَ الْعَافِیَۃَ ۔

سیدنا امام اجل، عالم المدینہ مالک بن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ایک شخص کی نسبت سوال ہوا کہ: اُس نے قرآنِ عظیم کو مخلوق کہا ۔ فرمایا: کافر ہے، قتل کرو ۔ اُس نے عرض کی: میں نے تو اوروں کا قول ذکر کیا ہے ۔ فرمایا: ہم نے تو تجھ سے سُنا ہے ۔

اعلام بقواطع الاسلام میں ہے :

سَأَلَ رَجُلٌ مَالِكًا عَمَّنْ يَقُوْلُ الْقُرْاٰنُ مَخْلُوْقٌ، فَقَالَ مَالِكٌ: كَافِرٌ، أُقْتُلُوْهُ - فَقَالَ، إِنَّمَا حَكَيْتُهٗ عَنْ غَيْرِيْ - فَقَالَ مَالِكٌ: إِنَّمَا سَمِعْنَاهُ مِنْكَ -

بلکہ علمائے دین تصریح فرماتے ہیں کہ ایسی باتیں بہ تصریح حکایت بیان کرنا بھی حرام وناروا، اور حکایت کنندہ مستحقِ سزا - جب تک غرضِ محمود ذُہم عند الشرع ـــ مثلِ تحذیرِ خلق، واظہارِ حق، وابطالِ باطل ـــ یا دارا الحکم میں دعویٰ وشہادت بہ غرضِ قتل وعقوبتِ قائل وغیرہا ضروراتِ دینیہ ـــ پر مبنی ومشتمل، اور علانیہ اظہارِ بیزاری وکراہت وتبرّی سے مقرون ومتصل نہ ہو -

امام علامہ قاضی عیاض مالکی قدس سرہٗ شفا شریف اور علامہ شہاب الدین احمد خفاجی حنفی رحمۃ اللہ اس کی شرح نسیم الریاض میں فرماتے ہیں :

اَمَّا ذِكْرُهَا عَلٰى غَيْرِ هٰذَا (الْوَجْهِ مِنَ الرَّدِّ وَالْاِبْطَالِ وَنَحْوِهٖ مِمَّا مَرَّ) عَلٰى وَجْهِ الْحِكَايَاتِ وَالْخَوْضِ فِيْ قِيْلَ وَقَالَ وَمَالَا يَعْنِيْ، فَكُلُّ هٰذَا (الْمَحْكِيِّ) مَمْنُوْعٌ (غَيْرُ جَائِزٍ شَرْعًا) وَبَعْضُهٗ اَشَدُّ فِي الْمَنْعِ وَالْعُقُوْبَةِ مِنْ بَعْضٍ ـــ فَمَا كَانَ مِنْ قَائِلِهِ الْحَاكِيْ لَهٗ (عَنْ غَيْرِهٖ) عَلٰى غَيْرِ قَصْدٍ وَمَعْرِفَةٍ بِمِقْدَارِ مَا حَكَاهُ، وَلَمْ يَكُنْ عَادَتُهٗ (حِكَايَتَهٗ، وَاِنَّمَا وَقَعَ مِنْهُ نَادِرًا) وَلَمْ يَكُنِ الْكَلَامُ (الَّذِيْ حَكَاهُ) مِنَ الْبَشَاعَةِ حَيْثُ هُوَ، وَلَمْ يَظْهَرْ عَلٰى حَاكِيْهِ اسْتِحْسَانُهٗ وَاسْتِصْوَابُهٗ زُجِرَ (وَوُبِّخَ) وَنُهِيَ عَنِ الْعَوْدِ اِلَيْهِ ـــ وَاِنْ قُوِّمَ بِبَعْضِ الْاَدَبِ فَهُوَ مُسْتَوْجِبٌ لَهٗ - وَاِنْ كَانَ لَفْظُهٗ مِنَ الْبَشَاعَةِ حَيْثُ هُوَ، كَانَ الْاَدَبُ اَشَدَّ اھ ملخصا.

اقول اور کیوں کر حرام نہ کہیں گے حالانکہ علما تصریح فرماتے ہیں کہ حدیثِ موضوع کی روایت بے ذکرِ ردّ وانکار ناجائز ہے ـــ وھٰذا اما اُخذ بہ علی الحافظین المعاصرین ابی نعیم و ابن مندۃ ـــ اور یہاں مجرد بیانِ سند سے برارت عُہدہ نہیں ـ صرح بہ الشمس الذہبیؒ وغیرہ من ائمۃ الشان ـــ توجب وہاں یہ حکم ہے باآں کہ صدہا احادیثِ موضوعہ کے مضمون حق ونافع ہوتے ہیں، تو اُن اختلاقاتِ ملعونہ کی مجرد حکایت کیوں کر حلال ہوگی جو صریح مخالفِ اسلام، ومہلکِ ہائل ومُفضرِ عظیم وسمّ قاتل ہیں ـ نسأل اللہ العافیہ

بلکہ بہت ائمہ ناصحین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین تو بر وجہ ردّ و ابطال بھی، ایسی بلکہ ان سے بدرجہا کم خرافات کی اشاعت پسند نہیں کرتے ۔ اور ایک وجہ بھی ہے جس کے سبب کلام متاخرین پر ہزاراں ہزار طعن و انکار فرماتے ہیں ۔ کما فصّل بعضہ الفاضل علیُّ القاری فی شرح الفقہ الاکبر ۔ حتی کہ سیدنا امام ہمام عماد السُّنّہ **احمد بن حنبل** رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سیدنا عارف باللہ امام الصوفیہ **حارث محاسبی** رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اِس وجہ پر ملاقات ترک کر دی اور فرمایا :۔ وَیحَكَ، اَلَسْتَ تَحْکِیْ بِدْعَتَھُمْ اَوَّلاً ثُمَّ تَرُدُّ عَلَیْھِمْ، اَلَسْتَ تَحْمِلُ النَّاسَ بِتَصْنِیْفِكَ عَلٰی مُطَالَعَۃِ الْبِدْعَۃِ، وَالتَّفَکُّرِ فِی الشُّبْھَۃِ، فَیَدْعُوْھُمْ ذٰلِكَ اِلَی الرَّایِ وَالْبَحْثِ وَالْفِتْنَۃِ ۔

اگر چہ ہے یوں کہ ردّ اہل بدعت، وقت حاجت اہم فرائض سے ہے ۔ اور خود امام احمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ردّ جہمیہ میں کتاب تصنیف فرمائی ـــــ و فی حدیث عند الخطیب وغیرہ اَنَّہٗ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قال :

اِذَا ظَھَرَتِ[1] الْفِتَنُ ـ اَوْقَالَ الْبِدَعُ ـ وَسُبَّ اَصْحَابِیْ فَلْیُظْھِرِ الْعَالِمُ عِلْمَہٗ، فَمَنْ لَّمْ یَفْعَلْ ذٰلِكَ فَعَلَیْہِ لَعْنَۃُ اللّٰہِ وَالْمَلٰٓئِکَۃِ وَالنَّاسِ اَجْمَعِیْنَ ،، لَا یَقْبَلُ اللّٰہُ مِنْہُ صَرْفًا وَّلَا عَدْلًا ۔

بالجملہ اس میں شک نہیں کہ زید کی دونوں عبارتیں صریح کلمۂ کفر ۔
ـــــ اور انھیں یوں داخل کتب کرنے میں کوئی عذر قابل قبول نہیں
وَاللّٰہُ الْمُسْتَعَانُ

قول دوم و سوم و چہارم

کا بھی بعینہٖ یہی حال کہ اُن میں ہیولیٰ و صورت جسمیہ و صورت نوعیہ و عقول عشرہ و بعض نفوس کو قدیم زمانی مانا ـــــ اور یہ سب کفر ہیں ۔
ائمہ دین فرماتے ہیں :۔ جو کسی غیر خدا کو ازلی کہے باجماعِ مسلمین کافر ہے ۔ شفا و نسیم

---

[1] اقول فانظر الی قولہ "ظَھَرَتْ" یظہر لک الماخذان ۔ واللہ تعالیٰ اعلم ۱۲ منہ (قدس سرہ)

میں فرمایا:۔

مَنِ اعْتَرَفَ بِالٰہِیَّۃِ اللّٰہِ تَعَالٰی وَوَحْدَانِیَّتِہٖ لٰکِنَّہٗ اعْتَقَدَ قَدِیْمًا غَیْرَہٗ (ای غیر ذاتہ وصفاتہ، اشارۃ الی ما ذہب الیہ الفلاسفۃ من قدم العالم والعقول)[له] اَوْ صَانِعًا لِلْعَالَمِ سِوَاہُ (کالفلاسفۃ الذین یقولون ان الواحد لا یصدر عنہ الا الواحد) فَذٰلِکَ کُلُّہٗ کُفْرٌ (ومعتقدہ کافر باجماع المسلمین۔ کالالٰہیین من الفلاسفۃ والطبائعیین) اھ۔ ملخصًا۔

اور فرمایا:۔ یَقَعُ بِکُفْرِ مَنْ قَالَ بِقِدَمِ الْعَالَمِ اَوْ بَقَائِہٖ اَوْ شَکَّ فِیْ ذٰلِکَ عَلٰی مذہبِ بعضِ الفلاسفۃ (ومنہم من ذہب[۲] لغیرہ۔ وقد کفرہم اہلُ الشرع بہذا، لما فیہ من تکذیب اللہ ورسلہ وکتبہ) .. الی اَن قَالَ .. فَلَا شَکَّ فِیْ کُفْرِ ھٰؤُلَاءِ قَطْعًا اِجْمَاعًا وَسَمْعًا۔ اھ ملتقطًا

علامہ ابن حجر مکی ہیتمی اِعلام میں فرماتے ہیں:۔

اِعْتِقَادُ قِدَمِ الْعَالَمِ اَوْ بَعْضِ اَجْزَائِہٖ کُفْرٌ، کَمَا صَرَّحُوْا بِہٖ

اُسی میں ہے:۔ مِنَ الْمُکَفِّرَاتِ الْقَوْلُ الَّذِیْ ھُوَ کُفْرٌ، سَوَاءٌ اَصَدَرَ عَنِ اعْتِقَادٍ اَوْ عِنَادٍ اَوِ اسْتِھْزَاءٍ، فَمِنْ ذٰلِکَ اعْتِقَادُ قِدَمِ الْعَالَمِ۔ اھ ملتقطًا

طوالع الانوار من مطالع الانظار میں ہے:۔ اَلْقَوْلُ بِالذَّوَاتِ الْقَدِیْمَۃِ کُفْرٌ۔

شرحِ مواقف میں ہے:۔ اِثْبَاتُ الْمُتَعَدِّدِ مِنَ الذَّوَاتِ الْقَدِیْمَۃِ ھُوَ الْکُفْرُ اِجْمَاعًا۔

له اقول توضیح لا توجیہ۔ فان صفاتہ سبحٰنہ وتعالٰی لیست عندنا غیرہ کما ھی لیست عینہ ۱۲ منہ

۲ اقول اوتکون البعضیۃ راجعۃ الی الشک فہی اشارۃ الی ما حکی عن جالینوس انہ قال فی مرضہ الذی توفی فیہ لبعض تلامذتہ اکتب عنی انی ما علمتُ ان العالم قدیم او محدث، وان النفس الناطقۃ ہی المزاج او غیرہ ——— وقد طعن فیہ اقرانہ بذلک حین ارادمن سلطان زمانہ تلقیبہ بالفیلسوف ۔ ذکرہ فی شرح المواقف۔

اقول ان کان الطعنُ للتردد الاخیر، فہو بذاک حری وجدیر ۔ والا فمن العجب ان معتقد القدم یسمّٰی فلسفیا دون الشاک ۔ مع ان جہل ذلک مرکب وجہل جالینوس بسیط ۔ فان کان [عه] الجہل لا ینافی حکمۃ الحکیم فالبسیط اولی بہ ——— الا ان یقال ان الفلسفی ہو المتناہی فی الجہالۃ، وذلک فی المرکب ۱۲ منہ

عه کذا فی المخطوطۃ۔ ویخالج صدری ان العبارۃ "مثل ذا الجہل" او "امثل الجہل"۔ ویصح "مثل الجہل" ایضا بجعل اللام للعہد لکن السیاق یستدعی مقابلۃ البسیط ۱۲ محمد احمد المصباحی

شرحِ فقہِ اکبر میں ہے :۔

مَنْ یُؤَوِّلُ النُّصُوْصَ الْوَارِدَۃَ فِیْ حَشْرِ الْاَجْسَادِ وَحُدُوْثِ الْعَالَمِ وَعِلْمِ الْبَارِیْ بِالْجُزْئِیَّاتِ فَاِنَّہٗ یَکْفُرُ۔

بحرالرائق میں جمع الجوامع اور اس کی شرح سے منقول :۔

مَنْ خَرَجَ بِبِدْعَۃٍ مِّنْ اَھْلِ الْقِبْلَۃِ کَمُنْکِرِیْ حُدُوْثِ الْعَالَمِ، فَلَا نِزَاعَ فِیْ کُفْرِھِمْ۔ لِاِنْکَارِھِمْ بَعْضَ مَا عُلِمَ مَجِیْئُ الرَّسُوْلِ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بِہٖ ضَرُوْرَۃً۔ اھ مختصراً۔

رَدُّ الْمُحْتَارِ میں شرح تحریر علامہ ابن الہمام سے منقول :۔

لَاخِلَافَ فِیْ کُفْرِ الْمُخَالِفِ فِیْ ضَرُوْرِیَّاتِ الْاِسْلَامِ مِنْ حُدُوْثِ الْعَالَمِ وَحَشْرِ الْاَجْسَادِ وَنَفْیِ[1] الْعِلْمِ بِالْجُزْئِیَّاتِ، وَاِنْ کَانَ مِنْ اَھْلِ الْقِبْلَۃِ الْمُوَاظِبِ طُوْلَ عُمْرِہٖ عَلَی الطَّاعَاتِ۔

اور اسی طرح امام ابوزکریا یحییٰ نووی نے روضہ اور فاضل سید احمد طحطاوی نے حاشیۂ درمختار میں نقل کیا ـــــ غرض تصریحیں اس کی، کتبِ ائمہ میں بکثرت ہیں۔ وَلَا مَطْمَعَ فِی الْاِسْتِقْصَاءِ ـــــ حتی کہ اہلِ بدعت بھی اِس میں مخالف نہیں۔ کما یُرْشِدُكَ الیہ قولُہ "بِاِجْمَاعِ الْمُسْلِمِیْنَ"۔

امام فخرالدین رازی رَحِمَہُ اللہُ تعالیٰ محصّل میں فرماتے ہیں :۔

اِتَّفَقَ الْمُتَکَلِّمُوْنَ[2] عَلٰی اَنَّ الْقَدِیْمَ یَسْتَحِیْلُ اِسْتِنَادُہٗ اِلَی الْفَاعِلِ[3]۔

---

[1] اقول ہٰکذا وقع فی الکتاب۔ والصواب اسقاطُ "النفی" ـ فانہ ہو الکفر اجماعا، والضروریُّ ہو الاثبات ـــــ وکانّہ رَحِمَہُ اللہُ تعالیٰ لما اراد تمثیلَ مخالفۃ الضروریات وکان الیہ سبیلان، احدہما تعدید المخالفات، والاُخری بذکر الضروریات فالتبسَ فی البیانِ احدہما بالاخریٰ ـ فسلک الاخریٰ فی الاولین، والاولیٰ فی الآخر ـ والامر واضح، فلیتنبہ ۱۲ منہ

[2] ہو لفظ یَعُمّ جمیعَ النُّظّار من اہل القبلۃ، المقتدرین علی اثبات عقائدہم التی دانوا بہا اللہ تعالیٰ، بایراد الحُجج وادحاض الشُّبَہ ـ سواء کانوا مصیبِین کعشر اہل السنۃ والجماعۃ حفظہم اللہ تعالیٰ او خاطئین کمن عداہم ـ کما صرح بہ فی المواقف وغیرہا ـ فالحاصل "اِتَّفَقَ الْمُسْلِمُوْنَ" ـــ ۱۲ منہ

[3] اقول ـ یعنی الفاعلَ المختار، اذ لا فاعلَ مُوجِبا ـ عندنا ـ وہٰذا ہو الذی قالوا: انہ اجمع علیہ المتکلمون ـــ اما ان القدیم لا یمکن اسنادہ الی الفاعل مطلقا حتی الموجب لو کان، فمسلکٌ خاصٌّ للامام الرازی لم یوافقہم علیہ کثیرون ـ حتی قالوا:ـ ان القول بقِدم العالم انما ساغ للفلاسفۃ لقولہم بالفاعل الموجب ولولا ذلک وآمنوا بالفاعل المختار ـ لَاَذْعَنُوْا بحدوثِ العالم من آخرہ ـــــ وکذا ایجابُ المسلمین حدوثَ کلِّ مخلوق لقولہم بالفاعل المختار ـ ولولا ذلک لقالوا بالقِدم"۔ قلتُ المقصود نفیُ الاجماع علی التعمیم ـ وہو حاصل ـ وانْ کان فی الکلام کلام ـ واللہ سُبحٰنہٗ وتعالیٰ اعلم ۱۲ منہ

بلکہ حدوثِ تمام اجسام و صفاتِ اجسام پر عام اہل ملل کا اتفاق ہے — یہود و نصاریٰ تک اِس میں خلاف نہیں رکھتے — فی شرح المواقف :-

اَلْاَجْسَامُ مُحْدَثَۃٌ بِذَوَاتِہَا الْجَوْہَرِیَّۃِ، وَصِفَاتِہَا الْعَرَضِیَّۃِ — وَھُوَ الْحَقُّ۔ وَبِہٖ قَالَ الْمِلِّیُّوْنَ کُلُّھُمْ مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ وَالْیَھُوْدِ وَالنَّصَارٰی وَالْمَجُوْسِ۔

اور بے شک زید کا اِن مضامینِ کفریہ کو مقام ردّ و استدلال میں لانا، اور اُن پر اختیارِ مذاہب و تحقیقِ مناسبہ کی بِنا رکھنا، صراحۃً اُن کی رضا و قبول پر دال — اور بالفرض نہ ہو تو بلا اکراہ ایراد میں کیا مقال؟

وَنَذْکُرُ کُلَّ مَا قَدَّمْنَا مِنَ الْکَلَامِ عَلَی الْقَوْلِ الْاَوَّلِ، تَجِدُ ھُنَالِکَ مَافِیْہِ الْغِنَاءُ، وَعَلَیْہِ الْمُعَوَّلُ۔
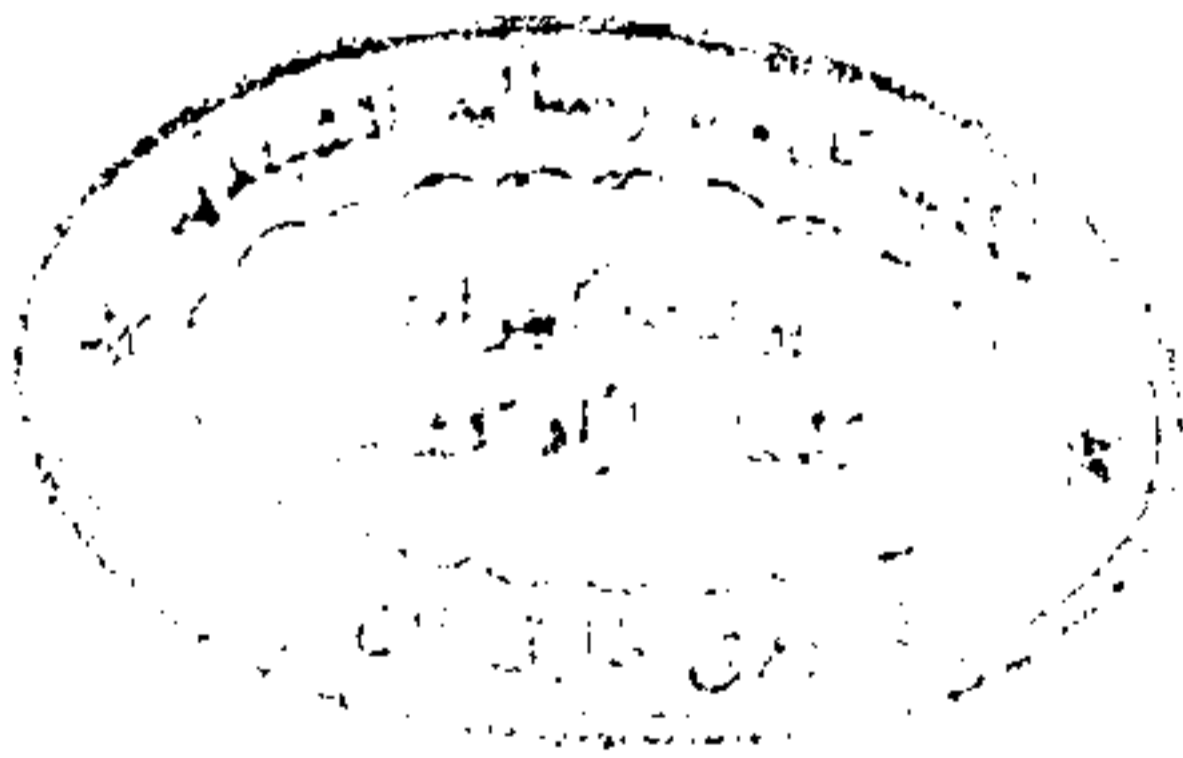
معدنِ ضلالات قول پنجم

یہ قول متعدد ضلالتوں، متکثر جہالتوں کی طرفہ معجون ۔ بلکہ معجونِ فلاسفہ قُرّۃُ العُیُون ہے ــــ زید مسکین نے تشدّقِ[1] بقری کو علقِ نفیس جان کر اٰمَنَّابِہٖ تو کہدیا مگر نہ دیکھا کہ اس پر کیا کیا شناعاتِ عظیمہ ہائلہ وارد ۔

فاقول، وبحول اللہ تعالیٰ اَصُول ۔ **اَوّلاً** :۔ تمام انواع کا قدم لازم، کہ جب طبائعِ مرسلہ میں مجرد امکانِ ذاتی ملاکِ فیضان ــــ اور امکانِ ذاتی ۔ یعنی دائرہ قدرت میں داخل ہونا ۔ قطعًا ازلی ۔ والّا لزمَ الانقلاب ۔ اور جانبِ مُبدی تبارک وتعالیٰ میں قطعًا بخل نہیں ــــ تو واجب ہوا کہ ہر نوع قدیم ہو ــــ اور یہ امر اصولِ باطلۂ فلسفہ پر قدمِ ہیُولیٰ ، وقِدمِ صورتِ جسمیّہ و قِدم صورتِ نوعیہ ۔ وقِدمِ جمیع اشخاصِ منحصرہ فیہا الانواع ۔ وقِدم بعض افرادِ[2] انواعِ باقیہ ۔ وقِدمِ انواع واشخاصِ اعراضِ لازمہ علی التفصیلِ المُشارِ الیہ کو مُستلزِم ۔ کما لا یخفٰی ــــ پورا پورا مذہبِ نامُہذّب فلسفۂ مُزَخرَفہ کا ، ثابت ہوگیا ۔

فلسفی متبوع[3] کا مطلب بمادۃ ومدۃ سے نکلتا تھا ۔ مُتفَلسِف تابع نے مستلزمۃ للفعلیۃ صاف لکھ دیا ــــ ہیہات ! اُس متبوع سے کیا جائے شکایت کہ وہ حضرات تو قدیمًا وحدیثًا سُفہاے سَفسطہ کے فُضلہ خوار رہے ہیں ۔ وَمَنْ لَّمْ یَسْتَغْنِ بِالْقُرْاٰنِ فَلَا اَغْنَاہُ اللہُ ــــ مگر اس تابع مُدعیِ تسنّن کا تلوُّن وتفنُّن قابلِ تماشا ۔ نَسْاَلُ اللہَ الثَّبَاتَ عَلَی الْاِیْمَانِ وَالسُّنَّۃِ ۔

ثانیًا اور اَشدّ واعظم قباحت لازم کہ اِس تقدیر پر قدرتِ الٰہیہ صرف انواعِ موجودہ میں مُنحصِر ہوئی جاتی ہے ــــ اور جو نوع نہ بنی اس کے یہ معنیٰ کہ حق جلّ وعلا کو اُس پر قدرت ہی نہ تھی ، کہ اگر مقدور ہوتی تو ممکن ہوتی ــــ اور طبیعتِ مُطلقہ میں نفسِ اِمکان مستلزِمِ فیضان ــــ تو

---

[1] مؤلف المنطق الجدید تمسک[؟] ھذا بما تفوہ بہ الباقر وبھذا اللفظ یشیر الیہ ۱۲ محمد احمد [2] ای بحبنی فرد منتشر ۱۲ منہ [3] باقر داماد شیعی ۱۲ م

اِنتفائے لازم، اِنتفائے ملزوم پر دلیلِ جازم ۔ وَلَاحَوْلَ وَلَاقُوَّةَ اِلَّابِاللّٰہِ العَلِیِّ العَظِیْم۔
یہ شناعتِ خبیثہ تو ایسی ہے کہ جس طرح اِسلامیوں کے نزدیک کفر، یوہیں شاید فلسفیوں کو بھی مقبول نہ ہو کہ وہ بھی تقاسیمِ کلی میں کلی معدوم الافراد کو قسیمِ ممتنع الافراد کی قسم بتاتے ہیں۔

کماصرح بہ فی اَسفارِھم۔
یاللعجب! اگر باقر غافل تھا، "متبقر" تو عاقل تھا ۔ ولکن ۔ صدق ربنا تبارک وتعالیٰ :
اِنَّہَا لَا تَعْمَی الْاَبْصَارُ وَلٰکِنْ تَعْمَی الْقُلُوْبُ الَّتِیْ فِی الصُّدُوْرِ ○

ثالثاً ۔ تابع ومتبوع کا یہ قول کہ "جانبِ مَبدء میں بخل نہ ہونا مستلزمِ فیضان ہے": اُصولِ سنت سے محض مباین ــــ اہلِ سنت کا ایمان ہے کہ مُبدئ تبارک وتعالیٰ جواد، کریم، اکرم الاکرمین ہے ۔ جل جلالہٗ وتقدس فعالہ ــــ مگر بایں ہمہ کوئی شئ اُس پر واجب نہیں مانتے۔
عالم جب تک نہ بنایا تھا وہ جب بھی جواد تھا۔ اور اگر کبھی نہ بناتا تاہم جواد ہوتا ــــ نہ اس نہ بنانے سے کوئی عیب اُسے لگتا، نہ کوئی نقصان اُس کے کمالِ اکمل میں آتا ــــ کسی شئ کا ایجاد و اعدام کچھ اُس پر ضرور نہیں۔
قال تعالیٰ :- فَعَّالٌ لِّمَا یُرِیْد ○ وقال تعالیٰ :- یَفْعَلُ اللّٰہُ مَایَشَاءُ وَیَحْکُمُ مَا یُرِیْدُ ○
وقال تعالیٰ :- لَا یُسْئَلُ عَمَّا یَفْعَلُ وَھُمْ یُسْئَلُوْنَ ○ ـــ
وَہٰذَا وَاضِحٌ جَلِیٌّ عِنْدَ کُلِّ مَنْ نَوَّرَ اللّٰہُ بَصِیْرَتَہٗ ــــ وَمَنْ لَّمْ یَجْعَلِ اللّٰہُ لَہٗ نُوْرًا فَمَا لَہٗ مِنْ نُّوْرٍ ○
تو یہ استلزام بھی اُسی فلسفۂ ملعونہ پر مبنی کہ قادر مختار تعالیٰ شانہ کو فاعلِ مُوجِب، اور ایجادِ عالم کو اُس کے کمال کا سبب جانتے ہیں ــــ تَعٰلَی اللّٰہُ عَمَّا یَقُوْلُ الظّٰلِمُوْنَ عُلُوًّا کَبِیْرًا ○

رابعاً متفلسف تابع نے شطرنج میں بغلہ اور طنبور میں ایک نغمہ اور زائد کیا کہ "اگر غیر احق صادر اور احق غیر صادر ہو تو ترجیحِ مرجوح لازم آئے گی"۔
سُبْحٰنَ اللّٰہِ! نہ وہاں کوئی احق، نہ قادر حمید، فعّال لما یرید پر تمہاری عقولِ سخیفہ حاکم ــــ نہ ہمارے نزدیک اُس کے ارادہ کے سوا کوئی مرجح ــــ اور ہو بھی تو اُس پر کچھ اعتراض نہیں۔
قال تعالیٰ :- اِنِ الْحُکْمُ اِلَّا لِلّٰہِ ۔ وقال تعالیٰ :- وَاللّٰہُ یَحْکُمُ لَا مُعَقِّبَ لِحُکْمِہٖ
وقال تعالیٰ :- وَرَبُّکَ یَخْلُقُ مَا یَشَاءُ وَیَخْتَارُ مَا کَانَ لَہُمُ الْخِیَرَةُ سُبْحٰنَہٗ وَتَعٰلٰی عَمَّا یُشْرِکُوْنَ ○

واضح ترکہوں ۔ حاصل مذہب اہل سنت یہ ہے کہ تمام مقدورات اُس جنابِ رفیع کے حضور یکساں ہیں۔ کوئی اپنی ذات سے کچھ استحقاق نہیں رکھتا کہ ایک کو راجح دوسرے کو مرجوح کہیں ۔

علامہ سنوسی شرح جزائریہ میں فرماتے ہیں :۔

اِنَّ الَّذِیْ اَوْقَعَ الْمُعْتَزِلَۃَ فِی الضَّلَالَاتِ ۔ کَاِیْجَابِ الثَّوَابِ وَفِعْلِ الصَّلَاحِ وَالْاَصْلَحِ عَلَی اللہِ تَعَالٰی ۔ اِعْتِمَادُھُمْ فِیْ عَقَائِدِھِمْ عَلَی التَّحْسِیْنِ وَالتَّقْبِیْحِ الْعَقْلِیَّیْنِ، وَقِیَاسُھُمْ اَفْعَالَ اللہِ تَعَالٰی وَاَحْکَامَہٗ عَلٰی اَفْعَالِ الْمَخْلُوْقِیْنَ وَاَحْکَامِھِمْ، مِنْ غَیْرِ اَنْ یَّکُوْنَ فِیْ ذٰلِکَ جَامِعٌ یَّقْتَضِی التَّسْوِیَۃَ فِی الْاَحْکَامِ ـــــ وَالَّذِیْ اَجْمَعَ عَلَیْہِ اَھْلُ الْحَقِّ اَنَّ الْاَفْعَالَ کُلَّھَا مُسْتَوِیَۃٌ بِالنِّسْبَۃِ اِلٰی تَعَلُّقِ قُدْرَۃِ اللہِ تَعَالٰی وَاِرَادَتِہٖ[1] بِھَا۔ الخ

وہاں صرف ترجیح اُس قدیر مجید عزّ مجدہٗ کے ارادہ سے ہے۔ جس چیز کے ایجاد سے اُس کا ارادہ متعلق ہوگیا اُسی نے ترجیح پائی ـــــ شرح طوالع میں ہے :۔

تخصیصُ بعضِ المقدوراتِ بالتحصیل، وبعضِہا بالتقدیمِ والتاخیرِ لابُدّ لہٗ مِن مُخصِّصٍ ۔ لان نسبۃَ جمیعِ المقدوراتِ الی ذاتِہٖ مُتساوِیۃٌ وَلَیْسَ ھُوَ نفسَ الْعِلْمِ، فَاِنَّہٗ تَابِعٌ لِلْمَعْلُوْمِ، وَلَا الْقُدْرَۃَ فَاِنَّ نسبتَہا الی الجمیعِ علٰی وَتیرۃٍ واحدۃ ۔ فلا بُدَّ مِنْ صِفَۃٍ اُخْرٰی مِنْ شانِہا التخصیصُ ۔ وَھِیَ الْاِرَادَۃُ ۔ اھ ملخصا۔

اور بہ فرضِ باطل اگر یہاں کوئی مرجح ہو بھی تو اُس کا اتباع، مولیٰ مُقتدر جلّ جلالہٗ پر ضرور نہیں ـــــ اُسے اختیار ہے چاہے راجح کو کبھی نہ کرے اور مرجوح کو خلعتِ وجود عطا فرمائے ـــــ زنہار اُس پر اعتراض نہیں ہو سکتا ـــــ

شرحِ مواقف میں ہے :۔

اِعْلَمْ اَنَّ الْاُمَّۃَ قَدْ اَجْمَعَتْ اِجْمَاعًا مُرَکَّبًا عَلٰی اَنَّ اللہَ تَعَالٰی لَا یَفْعَلُ الْقَبِیْحَ

---

[1] ای فیقدر علی کل شیٔ ولیفعل ما یرید ۔ لا ترجیح قبل ارادتہ وانما الترجیح بارادتہ ۔ فہی مُوجِبۃُ الرجحان، لا ہو محرکُ الارادۃ ـــــ ھکذا ینبغی اَنْ تَفْھَمَ ھذا المقام ۔ وقد رأینا تصدیق ذلک، فی قبعی العطشان و طریقی السالک، فارادۃُ اللہِ سبحٰنہ اَولٰی بذالک ۱۲ منہ

وَلَا یَتْرُكُ الْوَاجِبَ — فَالْأَشَاعِرَةُ مِنْ جِهَةِ أَنَّهُ لَا قَبِيحَ مِنْهُ، وَلَا وَاجِبَ عَلَيْهِ — وَأَمَّا الْمُعْتَزِلَةُ فَمِنْ جِهَةِ أَنَّهُ مَا هُوَ قَبِيحٌ يَتْرُكُهُ وَمَا يَجِبُ عَلَيْهِ يَفْعَلُهُ — وَإِنَّا قَدْ بَيَّنَّا فِيمَا تَقَدَّمَ أَنَّهُ تَعَالَى الْحَاكِمُ، فَيَحْكُمُ بِمَا يُرِيدُ وَيَفْعَلُ مَا يَشَاءُ — لَا وُجُوبَ عَلَيْهِ كَمَا لَا وُجُوبَ عَنْهُ وَلَا اسْتِقْبَاحَ مِنْهُ - اھ ملتقطا

مولیٰ ناصح محمد آفندی برکلی طریقہ محمدیہ وسیدی عارف باللہ عبد الغنی نابلسی اس کی شرح حدیقہ ندیہ میں فرماتے ہیں :-

لَا يَلْزَمُ عَلَيْهِ تَعَالَى شَيْءٌ مِنْ فِعْلِ صَلَاحٍ أَوْ أَصْلَحَ، أَوْ فَسَادٍ أَوْ أَفْسَدَ بَلْ هُوَ الْفَاعِلُ الْعَدْلُ الْمُخْتَارُ - وَيَخْلُقُ اللهُ مَا يَشَاءُ وَيَخْتَارُ - اھ مختصرا

شرح عقائد نسفی میں ہے :-

لَيْتَ شِعْرِي مَا مَعْنَى وُجُوبِ الشَّيْءِ عَلَى اللهِ تَعَالَى، إِذْ لَيْسَ مَعْنَاهُ اسْتِحْقَاقَ تَارِكِهِ الذَّمَّ وَالْعِقَابَ - وَهُوَ ظَاهِرٌ - وَلَا لُزُومَ صُدُورِهِ عَنْهُ تَعَالَى بِحَيْثُ لَا يَتَمَكَّنُ مِنَ التَّرْكِ بِنَاءً عَلَى اسْتِلْزَامِهِ مُحَالًا مِنْ سَفَهٍ أَوْ جَهْلٍ أَوْ عَيْبٍ أَوْ بُخْلٍ أَوْ نَحْوِ ذٰلِكَ - لِأَنَّهُ رَفْضٌ لِقَاعِدَةِ الْاِخْتِيَارِ، وَمَيْلٌ إِلَى الْفَلْسَفَةِ الظَّاهِرَةِ الْعَوَارِ

دیکھو اس عبارت میں اُس فلسفی کے الزام بخل کا بھی رد ہے - وَلِلّٰهِ الْحُجَّةُ السَّامِيَةُ ——

اور یہ سب مطالب کہ علما نے افادہ فرمائے فرداً فرداً اُن آیاتِ کریمہ سے کہ فقیر نے تلاوت کیں، ثابت - اور اگر کچھ نہ ہوتا سوا آیۂ کریمہ " إِنَّ اللهَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ۝ " کے، تو بس تھی - کہ مرجوح بھی ایک شیٔ ہے اور ہر شیٔ مقدور —— اور معنیٰ قدرت نہیں مگر صحتِ فعل و ترک - یعنی کرے یا نہ کرے دونوں یکساں —— اور کسی تقدیر پر کچھ حرج و نقصان نہیں —— طوالع میں ہے :

اَلْقَادِرُ هُوَ الَّذِي يَصِحُّ مِنْهُ أَنْ يَفْعَلَ الْمَقْدُورَ وَأَنْ لَا يَفْعَلَ - اھ

پھر ترجیح مرجوح کا الزام کیسا ؟ —— اور قادر مختار پر یہ تَقَوُّلَات کس شریعت میں روا ؟ ——

ثم اقول بعبارۃ اخصر - ہم پوچھتے ہیں قولِ زید "لیزم ترجیح المرجوح" سے کیا مقصود ؟ —— آیا استحالہ ذاتیہ ؟ - تو بیّن البطلان، کہ وہ ہماری قدرتِ فانیہ زائلہ، قاصرہ باطلہ کے تحت میں داخل - نہ کہ قدرتِ باقیہ تامہ، کاملہ دائمہ —— یا یہ کہ خدا کو عیب لگے گا ؟ —— تو یہ وہی اُس غنی حمید کو بندوں پر قیاس کرنا، اور صدہا نصوصِ قرآنیہ سے منہ پھیرنا ہے -

ہمارے فعل بھلے بُرے سب طرح کے ہیں اور وہ جو کچھ کرے سب اچھا۔ وہی کام ہم کریں. ہم پر اعتراض ہو۔ وہ کرے اُس پر اصلاً اعتراض نہیں ـــ یقین نہ آئے تو کافر کی حمایت میں کسی مسلمان کو قتل کر دیکھو ـــ اور اُس نے بارہا کفار کو مسلمین پر غلبہ دیا۔

وَاللہ یہ وہ جگہ ہے کہ مومن کا دل اپنے مولیٰ کی محبت سے چھلکے۔ اَلْعَظَمَۃُ لِلّٰہِ! جمیل کی ہر بات جمیل ـ (ہیہات ہیہات. بلا تشبیہ) میلے کپڑے کہ بدصورت پر سخت بدنما ہوں. کسی حسین کو پہننے دیجئے۔ دیکھئے کتنی بہار دیتے ہیں ـ وَلِلّٰہِ الْمَثَلُ الْاَعْلٰی۔

عِیَاذًا بِاللہ! اگر وہ اپنے بندہ مسلمان کو دوزخ میں ڈالے (اور اُسی کے وجہِ کریم کی پناہ) ـ اُس وقت اُس مومن سے پوچھیے! تیرے رب نے یہ کام کیسا کیا؟ ـــ وَاللہ یہی کہے گا کہ بہت اچھا۔ نہایت خوب۔ کمال بجا۔ وَلٰکِنْ عَافِیَتُکَ اَوْسَعُ لِیْ۔

بالجُملہ زید کا یہ قول انواعِ انواعِ ضلالات وجہالات کا مجمع ـ اور صریح فلسفہ واعتزال اُس کا منبع ـــ نسألُ اللہَ العافیۃ۔ ولاحولَ ولاقوۃَ اِلَّا بِاللہِ العزیزِ الحکیم

قول ششم

میں کہ "عقولِ عشرہ کا تمام نقائص وقبائح سے مقدس ومُنزّہ، اور اُن کے علم کا تام ومحیط باحاطۂ تامہ ہونا نقل کیا ـ یہاں تک کہ کوئی ذرہ ذراتِ عالم سے اُن پر مخفی رہنا ممکن نہیں"۔ ـ یہ خاص صفت حضرت عالمُ الغیب والشہادۃ کی ہے. جلّ وعلا۔

قال تعالیٰ :ـ وَمَا یَعْزُبُ عَنْ رَّبِّکَ مِنْ مِّثْقَالِ ذَرَّۃٍ فِی الْاَرْضِ وَلَا فِی السَّمَاءِ

نہیں چھپتی تیرے رب سے ذرہ برابر چیز زمین میں اور نہ آسمان میں۔

اور اُس کا غیرِ خدا کے لئے ثابت کرنا قطعاً کفر ـــ اَلْعِزَّۃُ لِلّٰہِ! اس عدمِ امکان کو مسلمان

غور کرے کہ کیسا کفر وانکشاف. اور کتنے صریح نصوص قرآنیہ کا خلاف ہے ۔

قال تعالیٰ :۔ وَمَا یَعْلَمُ جُنُوْدَ رَبِّكَ اِلَّا هُوَ ۔ کوئی نہیں جانتا تیرے رب کے لشکروں کو اس کے سوا

وقال تعالیٰ :۔ اِلَیْهِ یُرَدُّ عِلْمُ السَّاعَةِ ـــ اسی کی طرف پھیرا جاتا ہے علم قیامت کا.

وقال تعالیٰ :۔ وَیَقُوْلُوْنَ مَتٰی هٰذَا الْوَعْدُ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ ۝ قُلْ اِنَّمَا الْعِلْمُ عِنْدَ اللّٰهِ وَاِنَّمَا اَنَا نَذِیْرٌ مُّبِیْنٌ ۝

کافر کہتے ہیں یہ قیامت کا وعدہ کب ہے اگر تم سچے ہو ۔ تو فرما اُس کا علم تو خدا ہی کو ہے ـــ اور میں تو یہی ڈر سنانے والا ہوں صاف صاف ۔

وقال تعالیٰ :۔ لَا یُحِیْطُوْنَ بِشَیْءٍ مِّنْ عِلْمِهٖ اِلَّا بِمَا شَاءَ ۔ نہیں گھیرتے اس کے علم سے کچھ، مگر جتنا وہ چاہے

وقال تعالیٰ حکایۃً عن ملٰئکتہ :۔ سُبْحٰنَكَ لَا عِلْمَ لَنَا اِلَّا مَا عَلَّمْتَنَا اِنَّكَ اَنْتَ الْعَلِیْمُ الْحَكِیْمُ ۝

پاکی ہے تجھے ہمیں کچھ علم نہیں مگر جتنا تو نے ہمیں سکھایا۔ بے شک تو ہی ہے دانا حکمت والا.

سبحٰن اللہ! متفلسفہ کہتے ہیں کہ عقولِ عشرہ ملٰئکہ سے عبارت ہے ـــ اگرچہ یہ بات محض غلط ـ کہ جو اُمور وہ بے عقول اِن دس عقول کے لئے ثابت کرتے ہیں. صفاتِ ملٰئکہ سے اصلاً علاقہ نہیں رکھتے ـــ وَلَا اَكْذَبَ مِمَّنْ كَذَّبَهُ الْقُرْاٰنُ ـــ بلکہ یہ صرف اُن سفہا کے اوہام تراشیدہ ہیں جن کی اصل نام کو نہیں ـــ اِنْ هِیَ اِلَّا اَسْمَاءٌ سَمَّیْتُمُوْهَا اَنْتُمْ وَاٰبَاؤُكُمْ مَا اَنْزَلَ اللّٰهُ بِهَا مِنْ سُلْطٰنٍ ـــ تاهم اگر مان لیں ، اور یوں سمجھیں کہ مشرکینِ عرب نے شانِ املاک میں غلو کے ساتھ تفریط بھی کی ۔ کہ اُنھیں عورتیں ٹھہرایا ـــ کفارِ یونان نے وہ اِفراطِ خالص نباہا کہ اوصافِ خلق سے متعالی بتایا ۔ تو اب اِس آیۂ کریمہ سے اُن عقول کی حالت اِدراک کیجئے ۔

کس طرح اِن احمقوں کو جھٹلاتے ، اور اپنے مالک کے حضور اپنے عجز و بے علمی کا اقرار لاتے ، اور پاکی و قدوسی اُس کے وجہ کریم کے لئے خاص ٹھہراتے ہیں ـــ صَدَقَ اللّٰهُ تعالیٰ :۔

سَیَكْفُرُوْنَ بِعِبَادَتِهِمْ وَیَكُوْنُوْنَ عَلَیْهِمْ ضِدًّا ۝

اِعلام بقواطعِ الاسلام میں ہے :۔

مَنِ ادَّعٰی عِلْمَ الْغَیْبِ فِیْ قَضِیَّةٍ اَوْ قَضَایَا لَا یَكْفُرُ ـ وَمَنِ ادَّعٰی عِلْمَهٗ فِیْ سَائِرِ الْقَضَایَا كَفَرَ ۔

اور اُسی میں علمائے حنفیہ سے کفرِ متفق علیہ کی فصل میں منقول :۔

اَوْ وَصَفَ مُحَمَّدًا بِصِفَاتِهٖ اَوْ اَسْمَائِهٖ ـــ الخ

غرض حکمِ مسئلہ واضح ہے ـــ صرف محلِ نظر اس قدر کہ یہاں زید نے لفظ عِنْدَ هُمْ لکھ دیا کہ طرفہ حکایت پر دال ہے۔

اقول مگر قطع نظر اس سے کہ جملہ لایمکن ان لایعلم العقل الاول مثلاً۔ الخ۔ کہ خود کفر جلی ہے، داخلِ حکایت نہیں۔ بلکہ تنزّہِ تام پر تفریع ہے کمَا یَشْهَدُ بِهٖ سَوْقُ الْبَیَان ـــ عجب کرتا ہوں کہ یہ اُسے مفید ہوا ـــ اُس نے مجرّدات کا جزئیات مادّیہ کو بروجہ جزئی جاننا اپنا مذہب محقق بتایا، اور اس کی حقانیت پر اس قول کو دلیل ٹھہرایا۔ تو وہ یہاں محض محلِ نقل وحکایت میں نہیں، بلکہ مقامِ تمسک واستناد میں ہے ـ وہ بھی مُجِیْبًا وَمُنْتَصِرًا، نہ سائلاً وصائلاً۔ تو یہ صاف امارتِ رضا وقبول ہے۔ کمَا لَا یَخْفٰی عَلٰی کُلِّ عَاقِلٍ، فَضْلًا عَنْ فَاضِلٍ ـــ علاوہ بریں ہم ثابت کر آئے کہ ایسے اقوال کا بہ تصریحِ حکایت بیان کرنا بھی حلال نہیں جب تک مقرون بہ ردّ وانکار نہ ہو۔

وَبَعْدَ اللُّتَیَّا وَالَّتِیْ۔ اس قول کی شناعت وبشاعت میں شک نہیں۔ تَدَبَّرْ تَدْرِ

قول ہفتم

میں اُس کفرِ بواح کو خوب چمکایا، اور روئے ریا سے پردۂ حیا اٹھا کر حقِ مبین وقولِ محققین ٹھہرایا۔ صاف لکھا کہ:۔

عدمِ زمانی حقیقۃً عدم نہیں جس نے کسی وقت میں خلعتِ وجود پایا، یا پائے گا وہ نہ معدوم تھا، نہ معدوم ہو۔ بلکہ یہ فقط پردہ وحجاب ہیں ـــ پہلے نہ تھا، یعنی پوشیدہ تھا۔ اور اب نہ رہا، یعنی چھپ گیا ـــ ورنہ حقیقۃً وہ واقع ونفس الامر میں وجود سے منفک نہیں۔

اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَیْهِ رَاجِعُوْنَ ؂ ـــ !!

اس قولِ شنیع پر جو شناعاتِ شدیدہ لازم، حدِّ عدّ سے خارج۔ وَلٰکِنْ مَا لَا یُدْرَكُ کُلُّهٗ لَا یُتْرَكُ کُلُّهٗ ـــ **فاقول** وَبِاللّٰهِ التَّوفِیْق :۔

اوّلاً نصوصِ صریحۂ قرآنیہ کا خلاف ـ اللہ تبارک وتعالیٰ فرماتا ہے :۔

اَوَلَا یَذْکُرُ الْاِنْسَانُ اَنَّا خَلَقْنٰهُ مِنْ قَبْلُ وَلَمْ یَكُ شَیْئًا ۝

کیا آدمی یاد نہیں کرتا کہ ہم نے اُسے بنایا اِس سے پہلے۔ اور وہ کچھ نہ تھا۔

زید مُتفلسِف کہتا ہے:۔ تھا کیوں نہیں؟ البتہ پوشیدہ تھا ـــــ حق جلَّ وعلاء فرماتا ہے:۔

وَاَهْلَكَ عَادَا الْاُوْلٰی ۝ وَثَمُوْدَ فَمَآ اَبْقٰی ۝

اللہ نے ہلاک کر دیا اگلی قومِ عاد کو، اور ثمود کو۔ سو اُن میں کوئی باقی نہ رکھا۔

زید مُتفلسِف کہتا ہے:۔ باقی کیسے نہیں؟۔ واقع و نفسُ الامر میں روحیں بدن سے متعلق ہیں۔ ہاں نگاہوں سے چھپ گئے۔

رب تعالیٰ و تقدس فرماتا ہے:۔ کُلُّ مَنْ عَلَیْهَا فَانٍ ۝ وَّیَبْقٰی وَجْهُ رَبِّكَ ذُو الْجَلٰلِ وَالْاِکْرَامِ ۝

جتنے زمین پر ہیں سب فنا ہونے والے ہیں اور باقی رہے گا تیرے رب کا وجہ کریم عظمت و تکریم والا۔

زید مُتفلسِف کہتا ہے:۔ باقی تو سبھی رہیں گے مگر۔ اور پردہ میں، اور تو ظاہر۔

اسی طرح صدہا آیات و احادیث ہیں جن سے زنہار زید کو جواب ممکن نہیں۔ مگر یہ کہ جہاں جہاں قرآن و حدیث میں خلق و ایجاد و ابداع و تکوین واقع ہوئے ہیں، انھیں بمعنٰی ظہور، اور اماتت و اہلاک و افنا و اعدام کو بمعنٰی تغییب۔ اور عدم و فنا و موت و ہلاک کو بمعنٰی غیبوبت (کہئے[1])

اور پُر ظاہر کہ یہ تاویل نہیں، تبدیل ہے۔ کہ ہرگز لغت و عرف کچھ اُس کے مُساعد نہیں ـــــ اَشقیائے فلاسفہ قرآن عظیم میں یوں ہی تحریفِ معنوی کرتے ہیں ـــ جنت کیا ہے؟ لذّتِ نفسانی ـــ نار کیا ہے؟ اَلمِ روحانی ـــ تَطَّلِعُ عَلَی الْاَفْئِدَةِ ۝ دیکھا، فِیْ عَمَدٍ مُّمَدَّدَةٍ ۝ سے کام نہیں ـــ عِیَاذًا بِاللّٰهِ،

وہ دن قریب آتا ہے کہ: یُدَعُّوْنَ اِلٰی نَارِ جَهَنَّمَ دَعًّا ۝ جہنم میں دھکا دے کر پوچھا جائے گا: اَفَسِحْرٌ هٰذَآ اَمْ اَنْتُمْ لَا تُبْصِرُوْنَ ۝ کیوں بھلا یہ جادو ہے یا تمہیں سوجھتا نہیں؟ ـــ اُس وقت اِن تاویلوں کا مزہ آئے گا ـــ فَانْتَظِرُوْٓا اِنِّیْ مَعَكُمْ مِّنَ الْمُنْتَظِرِیْنَ ۝

اور ایک انھیں پر کیا ہے، دنیا بھر کے بدعتی نصوصِ شرع کے ساتھ یوں ہی کھیلتے ہیں ـــ خود اصلِ بدعت و منشأ ضلالت اِسی قسم کی تاویلیں ہیں ـــ مُعتزلہ کہتے ہیں۔

---

[1] سقط من نسختنا المخطوطة ولا بدمنہ او من نحوہ ۱۲ محمد احمد

وَالْوَزْنُ یَوْمَئِذِ الْحَقُّ ـــ تول اُس دن حق ہے ـــ **یعنی** جانچ ہوگی، میزان کچھ نہیں۔
وُجُوْہٌ یَوْمَئِذٍ نَاضِرَۃٌ ۝ اِلٰی رَبِّھَا نَاظِرَۃٌ ۝ کچھ منہ اُس دن تروتازہ ہوں گے اپنے رب کی طرف دیکھتے
یعنی اُس کی رحمت کی امید رکھتے۔ رُؤیتِ الٰہی نہ ہوگی ـــ اِلٰی غَیْرِ ذٰلِکَ مِنَ الْجَھَالَاتِ الْکَثِیْفَۃِ، وَالضَّلَالَاتِ الْخَسِیْفَۃِ۔
پھر کیا یہ تاویلیں اُن کے کام آئیں اور انھیں بدعتی ہونے سے بچالیا؟ ـــ **تاہم** وزن سے جانچ اور منہ دیکھنے سے امیدواری مراد ہونا اتنا بعید نہیں جس قدر بے لگاؤ تحریفیں اِس متفلسف کو کرنی پڑیں گی
کَمَا لَا یَخْفٰی ـــ وَاللّٰہُ الْھَادِیْ۔
شفا شریف میں باطنیہ وغیرہم غُلَاۃ کو ذکر کرکے فرماتے ہیں :۔
زَعَمُوْا اَنَّ ظَوَاھِرَ الشَّرْعِ لَیْسَ مِنْھَا شَیْئٌ عَلٰی مُقْتَضٰی وَمَفْھُوْمِ خِطَابِھَا ۔
وَاِنَّمَا خَاطَبُوْا بِھَا الْخَلْقَ عَلٰی جِھَۃِ الْمَصْلَحَۃِ لَھُمْ اِذْلَمْ یُمْکِنْھُمُ التَّصْرِیْحُ لِقُصُوْرِ اَفْھَامِھِمْ ۔ فَمَضْمَنُ مَقَالِھِمْ اِبْطَالُ الشَّرَائِعِ وَتَکْذِیْبُ الرُّسُلِ وَالْاِرْتِیَابُ فِیْمَا اَتَوْا بِہٖ ۔ ۱ھ ملخصًا
اہلِ سنّت کا اجماع ہے کہ نصوص اپنے ظاہر پر حمل کئے جائیں ـــ اور اُن میں پھیر پھار حرام و نابکار ـــ کَمَا صُرِّحَ بِہٖ فِیْ کُتُبِ الْعَقَائِدِ مَتْنًا وَشَرْحًا۔
ثانیًا ۔ جب فنائے دہر میں باقی رہنا حقیقۃً وجود ٹھہرا، اور اعدامِ زمانیہ محض حجاب وخفا، تو لازم آیا کہ حضرت حق جَلَّ وَعَلَا کسی موجود کو معدوم نہ کرسکے ۔ اور اُس کی مخلوق پر اُس کا قابو نہ رہے ـــ کہ غایت درجہ انھیں غائب کرسکتا ہے ۔ صفحۂ دہر سے مٹانا کیوں کر ممکن؟ ـــ کہ ہوئی، ان ہوئی کبھی نہ ہوگی ـــ وَھٰذَا بَیِّنٌ جِدًّا۔
وَالْحَاصِلُ اَنَّ الْعَدَمَ الْحَقِیْقِیَّ عَلٰی ھٰذَا ۔ ھُوَ الْاِرْتِفَاعُ عَنْ صَفْحَۃِ الدَّھْرِ ـــ کَمَا اعْتَرَفَ بِہٖ ـــ وَکُلُّ مَا وُجِدَ اَوْ یُوْجَدُ فَاِنَّہٗ مُرْتَسِمٌ فِیْھَا ۔ وَاِنَّمَا الْمُرْتَفِعُ مَا لَمْ یَتَنَاوَلْہُ اسْمُ الْوُجُوْدِ مِنْ اَزَلِ الْاٰزَالِ اِلٰی اَبَدِ الْاٰبَادِ ـــ فَمَا دَخَلَ فِی الْکَوْنِ وَلَوْ اٰنًا تَنَاوَلَہُ اسْمُ الْوُجُوْدِ ـــ لَا یُمْکِنُ اَنْ یَّصِیْرَ التَّنَاوُلُ لَا تَنَاوُلًا ۔ فَاسْتَحَالَ الْعَدَمُ الْحَقِیْقِیُّ ـــ وَالْعِیَاذُ بِاللّٰہِ تَعَالٰی ۔
ثالثًا ۔ جو مسلمان بہ شفاعت سَیِّدُ الشَّافِعِیْن صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یا بہ محض رحمتِ اَرْحَمُ الرَّاحِمِیْن جَلَّتْ عَظَمَتُہٗ جہنم سے نکل کر جنت میں جائیں اِس مذہب پر لازم کہ وہ واقع و نفس الامر

میں جہنم میں ہوں، اور اِس نکلنے کا صرف یہ حاصل کہ اُن کا دوزخ میں ہونا مخفی ہے۔
یونہیں ابلیس قبلِ انکارِ سجود جنت میں تھا ــــ قالَ تعالیٰ :-
فَاهْبِطْ مِنْهَا فَمَا يَكُونُ لَكَ أَنْ تَتَكَبَّرَ فِيهَا ــــ "اُتر جنت سے کہ تیرے لئے یہ نہ ہوگا کہ تو اُس میں غرور کرے"
تو لازم کہ واقع و نفسُ الامر میں وہ جنت میں ہے، اور یہ نکالنا فقط اُس امر کا چھپا ڈالنا۔
اگر کہیے اُن مسلمانوں کو عذاب و عِقاب کی تکلیف تو نہ رہے گی ــــ ہم کہیں گے تمہارے طور پر بے شک رہے گی۔ نہایت یہ کہ چھپے چوری ــــ وَاَسْتَغْفِرُ اللهَ الْعَظِیْمَ ۔ اِسی طرح شیطان کا التذاذ۔
غرض یہ کسی قدر کوشش کیجئے خفا و ظہور سے بڑھ کر کوئی بات نہ نکلے گی۔ اور کام واقع و نفس الامر سے ہے ــــ

رابعًا لازم کہ کافر[1] بحالتِ کفر داخل جنت ہو ــــ مثلاً زید کافر تھا اب اسلام لایا تو اس کے کفر پر صرف عدم زمانی طاری ہوا جس کا محصَّل اِختِفا سے زیادہ نہیں ــــ وجودِ حقیقی کی نفی نہیں کرسکتا ــــ اور کفر طبیعتِ ناعتیّہ ہے کہ اپنے قیام کو طالبِ موضوع ۔ اور تبدّلِ موضوع بہ اجماعِ عقلا ممنوع ؛ فَاِنَّ الْقَائِمَ بِهٰذَا غَیْرُ الْقَائِمِ بِذَاكَ ۔ تو بالضرور وہ کفر کہ واقع و نفس الامر میں موجود ہے، زید ہی کی ذات سے قائم ــــ اور قیامِ مَبدَء صدقِ مشتق کو مُسْتَلزِم ۔ تو حقیقۃً وہ کافر بھی ہے ــــ
اور ہر کافر کہ مسلمان ہو جائے بہ حکمِ شرع داخل جنت ہوگا۔ تو بالضرورۃ لازم کہ یہ کافر باوصفِ کفر داخل جنت ہو ــــ نہایت کار یہ کہ وہ کفر اُس کا، بہ وجہِ عدمِ زمانی پوشیدہ ہے اور اسلام آشکار ۔

خامسًا جب سابق و لاحق اَعدامِ زمانیہ سب اِحتِجاب و خفا تو لازم کہ عالمِ ایجاد کا ذرہ ذرہ ازلی ابدی ہو ــــ زید کل تک نہ تھا، یعنی پوشیدہ تھا ــــ پرسوں نہ رہے گا یعنی چھپ جائے گا ــــ وجودِ حقیقی ، دائم و سرمدی ــــ اِس سے بڑھ کر کون سا کفر ہوگا ؟

تقریرہ ان القِدمَ الذی نخصّه بالمَلِكِ العزیز جل جلالُه و صفاته العلیٰ لیس بمعنی ان لا یمُرّ زمانٌ الا وھو فیه ، او لا یخلو عنه جزءٌ من اجزاء الزمان ــــ فانّه سبحٰنهٗ و تعالیٰ متعالٍ عن الزمان ۔ لا یمُرّ علیه زمانٌ کما لا یحیط به مکان ۔ فھو مع کلِّ زمان لکن لیس فی الزمان ۔ و کذٰلك صفاتُه جلّت اَسمائُه ــــ الا تری ان الفلاسفۃ قالوا بقِدمِ العقول ، فاکفرناھم ، مع انھم لا یعتقدون قِدمھا بالمعنی المذکور لانھا ایضًا

---

[1] یونہیں لازم کہ مسلمان باوصفِ اسلام مخلَّد فی النار ہو، کما فی الارتداد ــــ والعیاذ باللہ ــــ والبیانُ البیان ۔ ۱۲ منہ

یست عندھم من الزمانیات ۔ فاذن لانعنی بہ الا ان الشئ لابدایۃ لوجودہ کما نقصد بالابدیۃ ان لانہایۃ لخلودہ ـــ وھذا ظاھر جلی، وقد صرح بہ ائمۃ الکلام کالامام الرازی وغیرہ ۔

واذا کان الامر کما وصفنا لک، والاعدام الزمانیۃ لاتزید عندک علی غیبۃ وخفاء فاذن ما نظنتہ ان الحدوث وان الفناء لیسا بھما، ولا بھما بدایۃ الوجود ونہایتہ ۔ و انما ھما انا بدایۃ الظھور وانتہائہ ـــ اما الوجود الواقعی فلا اول لہ ولا اٰخر، اذ لیس فی الدھر علی القول بہ امکان یسع "یکون وقد کان"۔ فما خلت عنہ الصفحۃ لا یرتسم فیھا ابدا، وما ارتسم فیھا مرۃ لا ینمحق عنھا اصلا ۔

فلابد ان کل موجود کان مستقرا فیھا من الازل، ویبقی مستمرا الی الابد ـــ فثبت ان لابدایۃ لوجود العالم ولا نہایۃ ـــ وھذا ما اردنا الالزام بہ ۔

یقول العبد الضعیف، لطف بہ المولی اللطیف :۔ انا لو اوسعنا المقال، فی ابطال ھذا المحال، فعندنا بحمد اللہ لہ شوارق بوارق تبھر العشاء ۞ وسحائب قواضب تمطر الدماء ـــ ولئن تضرعنا الی القریب المجید ۞ لرجونا المزید ۞ ونلنا البعید ۞ ولکن فیما ذکرنا کفایۃ ۞ لاھل الدرایۃ ۞ والحمد للہ علی حسن الھدایۃ ۞

اے مسکین! البتہ یہ شان ہمارے نزدیک علم باری عز مجدہ کی ہے کہ ازلاً و ابداً تمام کوائن ماضیہ و آتیہ کو محیط، اور زمانہ سے منزہ ـــ لا یعزب عنہ مثقال ذرۃ فی السمٰوٰت ولا فی الارض

عالم جب تک نہ بنا تھا، ذرہ ذرہ اس کے علم میں تھا ـــ اب کہ بنا، اب بھی بدستور ہے ـــ جب فانیات پر وعدۂ الٰہیہ آئے گا، اُس وقت بھی ہر چیز اُس کے علم میں ہوگی ـــ عالم بدلتا ہے، اور اُس عالم کا علم نہیں بدلتا ـــ شے پر تین حال گزرے ۔ عدم، حدوث، فنا ۔ وہ اُسے اِن تینوں حالوں پر تفصیلاً ازل سے جانتا ہے، اور ابد تک جانے گا ـــ معلوم میں تغیر آیا، اور علم میں اصلاً تغیر نہ ہوا ـــ البتہ صرف ہماری زبان میں ۔ کہ دائرۂ زمان سے قدم باہر نہیں رکھ سکتی ۔ اُس علم سے تعبیریں متعدد ہوگئیں، یعنی : یوجد، موجود، کان وجد ـــ

لہ ہوا اللباج   لانہم قلیلا ما یبھتون ۱۲ منہ

غرض یہی ہے وہ وجود جس میں تبدّل کو راہ نہیں ۔ اب چاہے اِسے تم اپنی اصطلاح میں "وعائے دہر" کہو یا "حاقِ واقع" یا کچھ اور ـــــ مگر حاشا کہ یہ اشیا کا وجود حقیقی ذاتی نہیں، نہ اِس میں حصول سے شئی کونی نفسہٖ موجود کہیں ۔ ورنہ وہی اِستحالے لازم آئیں ۔

زمانیات کا وجود و عدم حقیقۃً یہی ہے جسے زید ظہور و خفا کہتا ہے ـــــ کافر مسلمان ہوا، قطعاً اُس کا کفر نفسُ الامر میں مُنْعدِم ہوگیا کہ وہ زنہار اب اُس کی ذات سے قائم نہیں، اور اس کا کون فی نفسہ نہیں مگر کَوْن فی الموضوع ـــــ مسلمان دوزخ سے نکلا۔ یقیناً وہ حالت معدوم ہوگئی کہ یہ بھی عرض ہے اور بعد زوال باطل و مرفوع ـــــ وَعَلیٰ ھٰذَا الْقِیَاس ۔

یاھٰذا ! ۔ اگر صرف وجود علمی، وجودِ واقعی ہو تو ممتنعات کے سوا کوئی معدوم نہ رہے کہ علم میں تحجر نہیں ۔ موجود و معدوم سب سے متعلق ہوتا ہے ـــــ مَعَ ھٰذا ہر عاقل جانتا ہے کہ علمِ عالم میں وجودِ شئی سے شئی کو موجود نہیں کہہ سکتے ـــــ طوفانِ نوح مفقود ہے اور ہمارے علم میں موجود ۔ قیامت ہنوز معدوم ہے اور ہمارے ذہن کو معلوم ـــــ ولن یُّقاسَ العلمُ بالواقع ۔ فاین الحکایۃُ مِن المحکی عنہ

اَے نادان ! یہ دقتیں جو تجھے پیش آئیں اِس سَفاہت کا ثمرہ تھیں کہ اُس وِعائے مُخترع کا نفسُ الامر نام رکھ کر، اُس میں بَقا و استمرار کو حقیقۃً وجودِ اَشیا مانا، اور اَعدامِ سابقہ و لاحقہ زمانیہ کو محض اِحتِجاب و خفا جانا ؏ فَلَیْتَ النَّمْلَ لَمْ تَطِر ؎

اور اُس پر طُرّہ یہ ہے کہ وِعائے دَہر کو ظرفِ حقیقی جُداگانہ ٹھہرایا ۔ اور زمانیات کا وجودِ دہری، وجودِ زمانی سے علیحدہ بتایا، یہاں تک کہ تمام اَجزائے زمان سے اِنعدام پر بھی بقا باقی رکھی ـــــ اور اِس تقریر پر منہجِ عقلی سے بھی، جو استحالات قائم، مُشتغلانِ فلسفہ و کلام و مُعتادانِ جِدال و خِصام پر مختفی نہیں ـــــ مگر ہم اُن میں اِطالت سے اِضاعتِ اوقات نہ کریں گے کہ شانِ فتویٰ واجبُ الاَعْظام ـــــ نہ یہ چپقلش ہمارا کام ۔ وَمِنْ حُسْنِ اِسْلَامِ الْمَرْءِ تَرْکُہٗ مَا لَا یَعْنِیْہِ ۔

تنبیہ :۔ قد عَلِمْنا اَنَّ الکلامَ ھٰہُنا سَیَنْجَرُّ الیٰ مسئلۃٍ عَوِیصۃٍ فی العلم ۔ وَلٰکنّھا انما نُعتاصُ عَلَی الَّذِیْنَ جَعَلُوا قلوبَھم وَرَاءَ ظنونھم، اَو اِعْتادوا الجدالَ ؛ وقیلَ وقال ؛ وکثرۃَ السؤال ؛ ورَکْضَ البِغال ؛ فی مَضیق المجال ؛ ـــــ اَمَّا اَھْلُ السُّنَّۃِ فَھُمْ بِحَمْدِ اللہِ

لہ خصّھا بالذکر لانہا لا تصلح لکرّہ ولا فرّ ۱۲ منہ (قدّس سرہ)

آمِنُوْنَ فرِحون ٭ بِفضلِ اللہِ مُسْتَبْشِرُوْنَ ۔ لا یَصْعُبُ علیہم شیٌٔ مِّن تَمَسَائِلِ الذات ٭ وَدَقائِقِ الصِّفاتِ ٭ ۔ کَیفَ وَانہم اَصَّلُوا اَصلاً فی اُصولِ الدِّین ٭ فہُوَوِرْدُھُم وھوصَدرُھم فی کُلِّ حِیْنٍ ٭

وذٰلك اَنَّ مَا اَثبتَہ الشرع فسَمعًا وطاعۃ ، وَمَارَدّہٗ فالیكَ عنّا ، ومالم یُخبر فعِلمُہ الی اللہ ۔ وھم لا یجزونَ التقوّل علی اللہِ سُبحٰنہ وتعالیٰ من دُوْنِ ثَبتٍ اَوْاَثارۃٍ من علم ۔ سُبْحٰنَكَ لَاعِلْمَ لَنَا اِلَّا مَا عَلَّمْتَنَا اِنَّكَ اَنْتَ الْعَلِیْمُ الْحَکِیْمُ ۝

وَاخرج الطَّبَرانی فی الاوسط ، وابنُ عَدِیّ ، والبیھقیّ وغیرہم عن ابْنِ عُمَرَ عَنِ النّبِیّ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وَسَلَّمَ ۔

تَفَکَّرُوا فِی آلاءِ اللہِ ، وَلَا تَفَکَّرُوا فِی اللہِ

واخرج ابونعیم فی الحلیۃ عن ابن عباس عن النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وَسلم ۔

تَفَکَّرُوا فی خَلقِ اللہ ، ولا تفکروا فی کلِّ شَیٍٔ ، ولا تفکّروا فی ذاتِ اللہ ،
فَاِنَّ بَیْنَ السَّمَاءِ السابعۃِ اِلیٰ کُرسیہٖ سَبعۃَ اٰلافِ نُورٍ ، وَھُوَ فوقَ ذٰلكَ ۔

وَاخرج ایضاً عن ابی ذرٍّ عن النبیّ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کلفظِ الحِلیۃ وزاد "فتھلکوا" ۔ نَسْاَلُ اللہَ العَفْوَ والعَافِیَۃَ ۔

کی شناعت اقوالِ سبعہ سابقہ کے حکم سے خود ہی روشن ہوگئی ۔

ع قیاس کن زگلستانِ اُو بہارش را

یہ کفریات تھے ۔ جن پر اس قدر ناز ہے ۔ یہ گمراہیاں تھیں ۔ جن کا اتنا وقار و اعزاز ہے ۔ اور ہر مسلمان پر واضح کہ ایسی چیز کی مدح و ستائش کس اعلیٰ درجۂ خباثت پر ہوگی ۔

وَاِنْ بَغَیْتَ التَّفْصِیْلَ **فاقول** وعلی اللہِ التَّعوِیل ۔ **اولاً** وہ اِس کتاب کو تدقیق فصیح و تحقیق صریح و اکتناہ حقائق کہتا ہے ۔ اور یہ الفاظ تصحیح مضامینِ کتاب میں نصِّ صریح ۔ اور معلوم کہ وہ مذاہبِ مُکَفِّرۂ فلاسفہ سے مشحون ۔ اور عُلما فرماتے ہیں :۔ جو مذاہبِ کفّار سے کسی مذہب

لہ کذا فی نسختنا المخطوطۃ (لایجزون) یصح معناہ ایضا ۔ لکن یتخالج صدری انہ لایجیزون وسقطت الیاء من قلم الناسخ ، فان الاخطاء وقعت منہ کثیراً وصوبنا بالصوبات یطول ذکرہا ۱۲ محمد احمد المصباحی ۔

کی تصحیح کرے خود کافر — اگرچہ مذہب اسلام کا مُعتقد و مُقِر، اور علی الاعلان اُس کا مُظہر ہو۔

شفا شریف میں ہے :- یُکَفِّرُ مَنْ لَّمْ یُکَفِّرْ مَنْ دَانَ بِغَیْرِ مِلَّۃِ الْاِسْلَامِ، اَوْ وَقَفَ فِیْھِمْ اَوْ شَکَّ، اَوْ صَحَّحَ مَذْھَبَھُمْ۔ وَاِنْ اَظْھَرَ الْاِسْلَامَ وَاعْتَقَدَہٗ وَاعْتَقَدَ اِبْطَالَ کُلِّ مَذْھَبٍ سِوَاہُ — فَھُوَ کَافِرٌ بِاِظْھَارِ مَا اَظْھَرَ مِنْ خِلَافِ ذٰلِکَ۔

اسی طرح امام اجل ابو زکریا نووی رحمہ اللہ تعالیٰ نے روضہ میں نقل فرمایا اور مقرر رکھا۔ بلکہ فرماتے ہیں :- جو کافروں کے کسی امر کی تحسین کرے بالاتفاق کافر — علامہ سید احمد حموی غمز العیون میں فرماتے ہیں :-

اِتَّفَقَ مَشَایِخُنَا اَنَّ مَنْ رَاٰی اَمْرَ الْکُفَّارِ حَسَنًا فَقَدْ کَفَرَ — حَتّٰی قَالُوْا فِیْ رَجُلٍ قَالَ: تَرْکُ الْکَلَامِ عِنْدَ اَکْلِ الطَّعَامِ حَسَنٌ مِّنَ الْمَجُوْسِ، اَوْ تَرْکُ الْمُضَاجَعَۃِ عِنْدَھُمْ حَالَ الْحَیْضِ حَسَنٌ، فَھُوَ کَافِرٌ۔ اھ و مثلہ فی البحر الرائق وغیرہ

اعلام میں ہمارے علما سے کفر متفق علیہ کی فصل میں منقول :-

اَوْصَدَّقَ کَلَامَ اَھْلِ الْاَھْوَاءِ اَوْ قَالَ عِنْدِیْ کَلَامُھُمْ کَلَامٌ مَعْنَوِیٌّ اَوْ مَعْنَاہُ صَحِیْحٌ اَوْ حَسَّنَ رُسُوْمَ الْکُفَّارِ۔ اھ

وَحَمَلَ الْعَلَّامَۃُ ابْنُ حَجَرٍ اِبْنَ الْاَبْوَابِ عَلَی الَّذِیْنَ نُکَفِّرُھُمْ بِبِدْعَتِھِمْ۔ **قُلْتُ** وَھُوَ کَمَا اَفَادَ۔ وَلَا یَسْتَقِیْمُ التَّخْرِیْجُ عَلٰی قَوْلِ مَنْ اَطْلَقَ الْاِکْفَارَ بِکُلِّ بِدْعَۃٍ — فَاِنَّ الْکَلَامَ فِی الْکُفْرِ الْمُتَّفَقِ عَلَیْہِ — فَلْیُتَنَبَّہْ

ثانیاً ۔ ابوبکر بن ابی الدنیا کتاب ذم الغیبۃ اور ابویعلیٰ اپنی مسند اور بیہقی شعب الایمان میں سیدنا انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ — اور ابن عدی کامل میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی — حضور پرنور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں :-

اِذَا مُدِحَ الْفَاسِقُ غَضِبَ الرَّبُّ وَاھْتَزَّ لِذٰلِکَ الْعَرْشُ

جب فاسق کی تعریف کی جاتی ہے رب غضب فرماتا ہے اور اس کے سبب عرش خدا ہل جاتا ہے۔

علما فرماتے ہیں :- وجہ اس کی یہ ہے کہ رب تبارک و تعالیٰ نے اُس سے بچنے اور اُسے دور کرنے کا حکم فرمایا — اَفَادَہُ الْمُنَاوِیْ ۔ خلاصہ یہ کہ وہ شرعاً مستحق اہانت ہے اور مدح میں تعظیم — وَھُنَالِکَ فَلْیَتَقَطَّعْ قُلُوْبُ الْمُتَھَوِّرِیْنَ کہ جب فاسق کی مدح بوجہ اشتمال معاصی اس

درجہ سخت ٹھہری تو وہ کتاب جو صریح کفریات کو متضمن ہو اُس کی مدح کس قدر غضبِ الٰہی کی سزاوار اور عرشِ رحمٰن کی ہلانے والی ہوگی ـــــ اول تو وہاں گناہ، یہاں کفر ـــــ دوسرے وہاں اتّصاف، یہاں تضمّن ۔ یعنی گناہ فاسقوں کے جزوِ بدن یا داخلِ روح نہیں ہوتے، اور یہ کفریات تو اِس کتاب کے اجزا اور اُس کے مضمون و مفہوم و قرارت و کتابت سب میں داخل ہیں ـــــ وَلَاحَوْلَ وَلَاقُوَّةَ اِلَّابِاللّٰهِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ ۔

ثالثاً ۔ ہم پوچھتے ہیں: زید ان کفریات کو کفر جانتا ہے یا نہیں؟ ۔ اگر کہے نہ ۔ تو خود اپنے کفر کا مُقِر[1] ـــــ اور کہے ہاں ۔ تو اِس تالیف و تحریر، اور اُس کی طبع و تشہیر کو بوجہ اِشتمالِ کفریات و اِشاعتِ ضلالات، لااقل حرامِ قطعی مانتا ہے یا نہیں؟ ۔ اگر کہے نہ ۔ تو وہ ایسے اَشَدُّ الکبائر کا مُستحِل ہوا ۔ اور اِستحلالِ کبیرہ کفر ـــــ اور کہے ہاں ۔ تو اُس نے ایسے حرام شدیدُ التحریم کی مدح و تکریم کی ۔ اب اُس پر وہ مسائلِ فقہ وارد ہوں گے کہ حرامِ قطعی کی تعریف و تحسین کفرِ مُبین ـــــ وَالْعِیَاذُ بِاللّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ۔

امام عبدالرشید بخاری تلمیذ امام علامہ ظہیری، و امام فقیہ النفس قاضی رحمہم اللہ تعالیٰ خلاصۃ الفتاویٰ میں فرماتے ہیں :۔

مَنْ قَالَ اَحْسَنْتَ، لِمَا هُوَ قَبِیْحٌ شَرْعًا، اَوْجَوَّدْتَ کَفَرَ

طریقۂ محمدیہ میں ہے :۔ کُلُّ تَحْسِیْنٍ لِلْقَبِیْحِ الْقَطْعِیِّ کُفْرٌ

اُسی میں امام ظہیر الدین مرغینانی سے مروی ہے :۔

مَنْ قَالَ لِمُقْرِئِ زَمَانِنَا "اَحْسَنْتَ"، عِنْدَ قِرَاءَتِهٖ یَکْفُرُ ۔

محیط میں ہے :۔

اِذَا شَرَعَ فِی الْفَسَادِ وَقَالَ لِاَصْحَابِهٖ "بیائید تا یکے خوش بزیم" کَفَرَ

اور اِس اصل کی فروع، کلماتِ علما میں بیش از بیش ہیں ۔ نَسْأَلُ اللّٰهَ الْعَافِیَةَ

رابعاً ۔ اِطرا و اِغراق کا طوفانِ مُغرِق، فوران مُوبِق تماشے کے لائق، کہ ۔ یہ کتاب فرشتہ اثر، بلکہ فرشتہ گر ہے ۔

---

[1] کما مرّ آنفا من الشفاء ۱۲ منہ

سُبحٰن اللہ! کفریات و ضلالات و خرافات و بطلالات کا مجموعہ ـ اور یہ بڑا دعویٰ کہ آدمی کو فرشتہ بنا دیتی ہے ـــــ علما فرماتے ہیں :ـ ملئکہ سے تشبیہ دینا نہ چاہئے ، اور اُس پر اصرار، مُورثِ اِکفار ـــ والعیاذُ باللہِ تعالیٰ

شِفا و نسیم میں ہے :ـ

مَن یُمَثِّلُ بَعضَ الاَشیاءِ بِبَعضِ مَا عَظَّمَ اللہُ تعالیٰ مِن مَلَکُوتِہٖ (مِنَ المَلٰئِکَۃِ و العرش ونحوہ) غَیرَ قَاصِدٍ لِلاِستِخفَافِ فَاِن تَکَرَّرَ ھٰذا مِنہُ وَعُرِفَ بِہٖ دَلَّ عَلٰی تَلاعُبِہٖ بِدِینِہٖ ـ وَھٰذا کُفرٌ لَا مِریَۃَ فِیہِ ـــ اھ ملتقطا

سُبحٰن اللہِ ! پھر ایسے مجموعہ چنیں و چناں کو فرشتہ اثر کہنا کس درجہ سخت ہوگا ـــ فتاویٰ علمگیریہ میں ہے :ـ

رَجُلٌ قَالَ لِاٰخرَ "من فرشتہ توام" فِی مَوضعِ کَذَا اُعِینُکَ عَلیٰ اَمرِکَ" فَقَد قِیلَ اِنَّہٗ لَا یَکفُرُ وَکَذَا اِذَا قَالَ مُطلَقًا اَنَا مَلَکٌ ـ بخلاف مااذا قال "اَنَا نَبِیٌّ"، کذا فی التاتارخانیہ ـ

محلِ غور ہے کہ فرشتہ بننا، ایسی ہی خطرناک بات تھی جب تو بابِ مُکفِرات سے اُسے مُناسبت، اور علما کو اظہارِ حکم کی حاجت ہوئی ـــ وہ بھی ایسے لفظ سے جو غالباً مُشعِرِ ضُعف یا اختلاف ـــ تو فرشتہ گر بننا کس قدر اَشد و اعظم ہوگا؟

نَسئَلُ اللہَ العَافِیَۃَ ؛ وَتَمَامَ العَافِیَۃِ ؛ وَدَوَامَ العَافِیَۃِ ؛ وَالشُّکرَ عَلَی العَافِیَۃِ ؛ وَحُسنَ العَاقِبَۃِ ؛ وَکَمَالَ الاِیمَانِ ؛ وَاللہُ المُستَعَانُ ؛ وَعَلَیہِ التُّکلَانُ

اب نہ باقی رہا مگر نامِ کتاب

جس کے حکم سے ، بعض مُخلِصِ اَعِزّہ کَانَ حِفظُ اللہِ لَہٗ نَصِیرًا حَسنًا نے اس مسئلہ کے دُرُدُو سے پیش تر سوال کیا تھا

لہ یا رب! اگر وہ قول مرجوح دمہجور اختیار کیا گیا ہوگا کہ ابلیس بھی ایک صنفِ مَلکی سے ہے تو اِس بنا پر شیطان گر کی جگہ "فرشتہ گر" کا اطلاق کیا ـــ یا منطقِ جدید تو ہے ہی ـــ نئی بولی میں شاید شیطان کو فرشتہ کہتے ہوں گے ۔ ۱۲ سلطان احمد عفا عنہ و سلّم ربّہٗ

فاقول . وَبِعَونِ اللہِ اَجُوْل ـــــ اُس میں باعتبار اختلاف اضافت وتوصیفِ لفظِ ناطق، احتمالات عدیدہ پیدا ـــــ مگر کوئی، محذورِ شرعی سے خالی نہیں ـ

برتقدیر اضافت ـــــ عام ازاں کہ اس میں لام ہو یا مِن ـــ ظاہر و متبادر" ناطقِ اَلنّاٰلَہُ الحَدِید " سے جناب الٰہی ہے ـ تعالیٰ وَتقدّس ـ کہ اُس کا صریح ترجمہ" اَلنّاٰلَہُ الحَدِید کہنے والے کا منطقِ جدید ـ یا ـ اُس کی طرف سے منطق جدید " اور بُرظاہر کہ اِس کلام کا فرمانے والا کون ہے ؟ ـــ ہمارا مولیٰ . تبارک وتعالیٰ ـ

اِس تقدیر پر متعدد شناعاتِ شدیدہ لازم ـــ **اَوّلاً** ـ مضامینِ کتاب کو حضرت عزت تبارک مَجدُہٗ کی طرف نسبت کرنا، کہ جناب الٰہی جلّ ذِکرُہٗ پر کھلا افترا ـ

حق عزّ مِن قائل فرماتا ہے :ـ

اِنَّ الَّذِیْنَ یَفتَرُوْنَ عَلَی اللہِ	بے شک جو لوگ اللہ پر جھوٹ باندھتے ہیں
الکَذِبَ لَا یُفلِحُوْنَ ٥	مراد کو نہ پہونچیں گے ـ
اور فرماتا ہے :ـ فَمَنْ اَظلَمُ مِمَّنِ	اُس سے بڑھ کر ظالم کون جو اللہ پر
افْتَرٰی عَلَی اللہِ کَذِبًا ٥	بہتان اٹھائے ـ

یہاں تک کہ جمہور علما ایسے شخص کو مطلقاً کافر کہتے ہیں ـــــ شرحِ فقہ اکبر میں ہے :ـ

فی الفتاوی الصغریٰ مَن قالَ" یَعلَمُ اللہُ اَنّی فَعلتُ ھٰذا " وکانَ لَم یَفعَل کفرَ ـ اَی لِاَنَّہ کَذَبَ عَلَی اللہ ـ

محیط میں ہے :ـ مَن قِیلَ لَہ یا احمقُ فقالَ خَلَقَنِیَ اللہُ مِن سَوِیقِ التّفاحِ ، وَ خلقکَ مِنَ الطّینِ اَو مِنَ الحمأۃِ وَھی لَیسَت کالسّوِیق ، کفرَ ـ

فاضل علی قاری نے فرمایا :ـ اَی لِافتِرائِہ علی اللہ تعالیٰ ـ مَعَ احتمالِ اَنّہ لا یَکفُر بناءً عَلیٰ اَنَّہ کَذَبَ فی دَعواہ ـ

درِّ مختار میں ہے :ـ

ھل یَکفُرُ بِقولِہٖ " اللہُ یَعلَمُ اَو یَعلَمُ اللہُ اَنّہ فَعلَ کَذا ، اَو لَم یَفعَل کَذا " کذبًا ؟ قالَ الزّاھدیُ ـ الاکثرُ نَعَم ـ وَقالَ الشُّمُنّی ـ الاَصحُّ لَا ـ

ردّ المحتار میں ہے :ـ وَنُقِلَ فی نُورِ العَینِ عَنِ الفتاویٰ تصحیحُ الاوّل ـــ

ثانیًا ۔ یہود و نصاریٰ سے کامل مُشابہت ـــــ قال تعالیٰ :۔

فَوَیْلٌ لِّلَّذِیْنَ یَکْتُبُوْنَ الْکِتٰبَ بِاَیْدِیْهِمْ ثُمَّ یَقُوْلُوْنَ هٰذَا مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ لِیَشْتَرُوْا بِهٖ ثَمَنًا قَلِیْلًا فَوَیْلٌ لَّهُمْ مِّمَّا کَتَبَتْ اَیْدِیْهِمْ وَوَیْلٌ لَّهُمْ مِّمَّا یَکْسِبُوْنَ ۝

سو خرابی ہے اُن کے لئے جو اپنے ہاتھوں کتاب لکھتے ہیں پھر کہتے ہیں یہ اللہ کے پاس سے ہے تاکہ اُس کے بدلے تھوڑی قیمت لیں۔ سو خرابی ہے انھیں اُن کے ہاتھوں کے لکھے سے، اور خرابی ہے انھیں اس کمائی سے جو کماتے ہیں۔

نبی صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں :۔

مَنْ تَشَبَّهَ بِقَوْمٍ فَهُوَ مِنْهُمْ — جو کسی قوم سے مُشابہت پیدا کرے وہ انھیں میں ہے

اَخرجهٗ احمدُ و ابوداؤدَ و ابویعلیٰ و الطّبرانی فی الکبیر عن ابنِ عُمَرَ بِاِسْنادٍ حَسَنٍ ـــ و علّقهٗ خ ـــ و اخرجهُ الطبرانی فی الاوسط بسندٍ حسنٍ عَنْ حُذَیفةَ رَضی اللہُ تعالیٰ عنهم ۔

ثالثًا ۔ علمائے نفسِ منطق کے لئے فرماتے ہیں :۔ جو اُسے نبی صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعلیم بتائے کافر ہے کہ اس نے علم اقدس حضور سیدِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تحقیر کی ـــ حدیقۂ ندیہ میں ہے :۔

الصَّحَابةُ رَضِیَ اللهُ تعالیٰ عَنْهُمْ لَمْ یَکُوْنُوْا یُشْغِلُوْا اَنْفُسَهُمْ بِهٰذَا الْفَشَارِ الَّذِی اخْتَرَعَهُ الْحُکَمَاءُ الْفَلَاسِفَةُ ـــ بَلْ مَنِ اعْتَقَدَ فِی النَّبِیِّ صَلَّی اللهُ تعالیٰ عَلَیهِ وَسَلَّمَ اَنَّهٗ کَانَ یُعَلِّمُ الشَّقَاشِقَ وَالْهَذَیَانَاتِ الْمَنْطِقِیَّةَ فَهُوَ کَافِرٌ، لِتَحْقِیْرِهٖ عِلْمَ النَّبِیِّ صَلَّی اللهُ تَعَالیٰ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ ۔

سُبحٰن اللہ! پھر یہ منطق مُزخرف کہ صدہا وساوسِ اَبالسہ و دسائس فلاسفہ پر مشتمل، اِسے اللہ جلّ جلالہٗ کی طرف سے ٹھہرانا کیونکر جنابِ الٰہی کی تحقیر و اہانت نہ ہوگی؟ ـ والعیاذُ باللّٰہ تعالیٰ۔

رابعًا ۔ حضرتِ حق جلّ وعلا کو "ناطق" کہنا جائز نہیں ـ کہ یہ لفظ شرع سے ثابت نہ ہوا ـ اسمائے الٰہیہ توقیفیہ ہیں ـ یہاں تک کہ اللہ جلّ جلالہٗ کا جواد ہونا اپنا ایمان مگر اُسے سخی نہیں کہہ سکتے۔ کہ شرع میں وارد نہیں ـ

والمسئلةُ شهیرٌ، وفی الکتب سطیرٌ ـ وقد یمثّل بجواز الشّافی دُونَ الطبیب لِعدمِ الورُود **اقول** ولکن قد وَرَدَ فی الحدیث، اَللّٰهُ الطَّبِیْبُ، وَاَنْتَ الرَّفِیْقُ ـــ وعَنْ اَبی بکرٍ الصّدّیق رضی اللہ تعالیٰ عنه :۔ اَلطَّبِیْبُ اَمْرَضَنِیْ ـ فَلْیُحَرَّرْ ـ وَاللہُ تعالیٰ اَعْلَمُ ـ

خامسًا ۔ اِس کے اِطلاق میں ایہام نقص بھی ہے ۔ کہ نُطق کلام با حروف و آواز کو کہتے ہیں ۔ قاموس میں ہے :۔ نَطَقَ یَنْطِقُ نُطْقًا، تَکَلَّمَ بِصَوْتٍ وَّحُرُوْفٍ تُعْرَفُ بِہَا الْمَعَانِی ۔
فائدہ :۔ یہاں سے ظاہر ہوا کہ عدم وُرُوْدْ سے قطع نظر کر کے اِطلاقِ "نطق" باری عزوجل پر لُغتہً بھی غلط ۔ بخلاف کلام و قول کہ ان میں حرف و صوت شرط نہیں ـــــ امیرالمومنین فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ حدیث سقیفہ میں فرماتے ہیں :۔ زَوَّرْتُ فِیْ نَفْسِیْ مَقَالَۃً ۔ اخطل کا شعر ہے ؎

اِنَّ الْکَلَامَ لَفِی الْفُؤَادِ وَ اِنَّمَا ؛ جُعِلَ اللِّسَانُ عَلَی الْفُؤَادِ دَلِیْلًا

وَلہٰذا نَطَقْتُ فِیْ نَفْسِیْ نہیں کہہ سکتے ۔ حقیقۃً نُطق اِس بولی کا نام ہے ۔ جیسے صَہِیل و نَہِیق آوازِ مخصوصِ اسپ و خر کا ـــــ اسی لئے سُفہائے فلسفہ نے انسان کی تعریف حیوانِ ناطق سے کی ۔ جس طرح فرس و حمار کی ، حیوانِ صاہل و ناہق سے ـــــ پھر اُسے حدِ تام بنانے کے لئے متاخرین نے نُطق کے معنی "اِدراکِ کلیات" گڑھے ، مگر صَہِیل و نَہِیق میں کوئی تراش نہ کر سکے ۔ ذٰلِکَ مَبْلَغُہُمْ مِنَ الْعِلْمِ ، اِنْ ہُمْ اِلَّا یَخْرُصُوْنَ ٥

خیر بر تقدیر اِضافت اِس نام کے معنی مُتبادر تو یہ تھے ۔

وَجہِ دوم ۔ اگر مصنف کتاب بتاویلِ دُور از کار ، اِضافت بہ ادنیٰ ملابست مان کر ، اِس لفظ سے اپنی ذات ، مراد بتائے ۔ تو البتہ نسبت صحیح اور محذوراتِ مذکورہ مندفع ۔ مگر :۔
اوّلاً ۔ بے داعیِ شرعی ، روزمرہ باہمی میں ، خلافِ متبادر مراد لینے کو علما آفاتِ لسان سے شمار کرتے ہیں ـــــ طریقہ و حدیقہ میں ہے :۔

اَلْخَامِسُ مِنْ اٰفَاتِ اللِّسَانِ اِرَادَۃُ غَیْرِ الظَّاہِرِ الْمُتَبَادِرِ مِنَ الْکَلَامِ (الذی یفہمہ کُلُّ اَحَد) وَھُوَ جَائِزٌ عِنْدَ الْحَاجَۃِ اِلَیْہِ (کالکذب علی الزوجۃ، وبین الاثنین وفی الحرب وَمَا اُلْحِقَ بذلک) وَیُکْرَہُ (کراہۃ تحریم) بِدُوْنِہَا ۔ اھ مُلخصًا ۔
نہ کہ ایسی جگہ جس کا ظاہر وہ کچھ مجمع آفات ہو ۔

ثانیًا ۔ مجردِ ایہام ، منع میں کافی ـــــ ردالمحتار میں ہے :۔

مُجَرَّدُ اِیْہَامِ الْمَعْنَی الْمُحَالِ کَافٍ فِی الْمَنْعِ عَنِ التَّلَفُّظِ بِہٰذَا الْکَلَامِ وَاِنِ احْتَمَلَ مَعْنًی صَحِیْحًا ۔ وَلِذَا اَعَلَّ الْمَشَائِخُ بِقَوْلِہِمْ لِاَنَّہٗ یُوْہِمُ ۔ الخ ۔
وَنَظِیْرُہٗ مَاقَالُوْا فِیْ اَنَا مُؤْمِنٌ اِنْ شَاءَ اللہُ ، فَاِنَّہُمْ کَرِہُوْا ذٰلِکَ وَاِنْ قَصَدَ

التَّبَرُّكُ دُوْنَ التَّعْلِيْقِ، لِمَا فِيْهِ مِنَ الْإِيْهَامِ، كَمَا قَرَّرَهُ الْعَلَّامَةُ التَّفْتَازَانِيُّ فِيْ شَرْحِ الْعَقَائِدِ، وَابْنُ الْهُمَامِ فِي الْمُسَايَرَةِ۔

نہ کہ معنی ممنوع متبادر ہوں۔

ثالثاً ۔ ہنوز نجات نہیں ــــ اب وہ مُلابست پوچھی جائے گی کہ حق جلّ جلالہٗ کے اِس کلامِ پاک سے ۔ جس میں وہ اپنے ایک نبیِ جلیل کو اپنی قدرتِ کاملہ سے، ایک مُعجزۂ عظیمہ عطا فرمانا، اِرشاد کرتا ہے ـــ تجھے کیا مناسبت و ملابست ہے، جس کے سبب یہ اضافت رَوا ہوئی؟ اگر کہے کہ میں نے مضامینِ مُغلقہ کو "حدید"، اور اُن کی توضیح کو "اِلانت" سے تشبیہ دے کر ایسا کہا تو ـــــ سخت مغرور ۔ اور مقامِ رفیع و منصبِ منیع نبوت پر جری و جسور ۔

سبحٰن اللہ! کہاں اَنبیا علیہم الصلوٰۃ والسلام کا اِعجاز اور کہاں یہ ناپاک مضامینِ مجمع ہرگونہ اَنجاس و اَرجاز ع چہ نسبت خاک را با عالمِ پاک ع وَاَیْنَ الثُّرَیَّا وَاَیْنَ الثَّرٰی ؎
ع وَمَا التَّنَاسُبُ بَیْنَ الْبَوْلِ وَالْعَسَلِ ؎

مَلَک سے تشبیہ کا حکم اوپر گزرا ـــ پھر اَنبیا علیہم الصّلوٰۃ والثّنا تو اُن سے افضل ہیں ـــــ ائمۂ دین تصریح فرماتے ہیں کہ ایسا شخص توقیرِ نبوّت و تعظیمِ رسالت سے برکراں، اور مستحقِ زجر و نکیر و ضرب و تعزیر و قید گراں ہے ـــ اور فرماتے ہیں :۔ یہ احمق ایسی باتوں کو سہل سمجھتے ہیں مگر وہ بہ وجہ گناہِ کبیرہ ہونے کے اللہ جلّ جلالہٗ کے نزدیک شدید ہیں اگرچہ قائل کو اہانتِ نبی منظور نہ ہو۔ شفائے عیاض و نسیم الریاض میں ہے :۔

الوجهُ الخامسُ اَنْ لَّا يَقصِدَ نَقصًا وَّ لَا يَذْكُرَ عَيبًا وَلَا سَبًّا وَّلٰكِنَّهٗ يَنْزِعُ بِذِكْرِ بَعْضِ اَوْصَافِهٖ صلى الله تعالىٰ عليه وسلم عَلىٰ طَرِيقِ التَّشَبُّهِ بِهٖ اَوْ عَلىٰ سَبِيلِ التَّمْثِيلِ وَعَدَمِ التَّوقِيرِ لِنَبِيِّهٖ صلى الله تعالىٰ عليه وسلم (لِتَشْبِيْهِ نَفْسِهٖ بِهٖ ۔ وَاَيْنَ الثُّرَيَّا وَاَيْنَ الثَّرٰى) يَحْسَبُوْنَهٗ هَيِّنًا وَّهُوَ عِنْدَ اللّٰهِ عَظِيْمٌ (لِاَنَّهٗ مِنَ الْكَبَائِرِ) فَاِنَّ هٰذِهٖ وَاِنْ لَّمْ تَتَضَمَّنْ سَبًّا، وَلَا اَضَافَتْ اِلَى الْمَلٰئِكَةِ وَالْاَنْبِيَاءِ نَقْصًا، وَلَا قَصَدَ قَائِلُهَا اِزْرَاءً وَّلَا غَضًّا، فَمَا وَقَّرَ النُّبُوَّةَ وَلَا عَظَّمَ الرِّسَالَةَ، حَتّٰى شَبَّهَ مَنْ شَبَّهَ فِيْ كَرَامَةٍ نَالَهَا اَوْضَرَبَ مَثَلٌ بِمَنْ عَظَّمَ اللّٰهُ خَطَرَهٗ، وَشَرَّفَ قَدْرَهٗ، وَاَلْزَمَ تَوقِيرَهٗ وَبِرَّهٗ ۔ فَحَقُّ هٰذَا (القائل) اِنْ دُرِئَ عَنْهُ الْقَتْلُ:

الادبُ (بضربٍ اَولومٍ اَوزجرٍ) وَالسِّجنُ ۔ وَلَم یَزَلِ المُتَقَدِّمُونَ مِنَ السَّلَفِ وَ کِبارِ الائمّۃ) یُنکِرُونَ مِثْلَ ھٰذا مِمَّنْ جاءَ بہٖ (فَلیحذر مِن ارتکابِ ہٰذہِ القبائحِ الشَّدیدۃِ الوِزرِ ، العَظیمۃِ الاِثمِ ۔ فانہا ربما جرّت الی الکفر ۔ نعوذُ باللہِ مِن ذٰلک) وَقَدْ اَنکَرَ الرَّشِیدُ عَلٰی اَبِی نُوَاسٍ فِی قَولِہٖ ؛ فَاِنْ عَصَا مُوسیٰ بِکَفِّ خَصِیبٍ ؟ (خصیبٌ عبدٌ الرشید وَلّاہُ مِصرَ ، اِستعارَ عصا موسیٰ لِسیاسۃِ حاکِمِہِم وَقطعِ ظُلمِہِم ۔ فَفیہِ استعارۃٌ وتشبیہٌ بدیعٌ ۔ لٰکن فیہِ سُوءُ ادبٍ لِمافیہِ مِن جَعلِ العَصا التی ہِیَ مُعجزۃُ رَسُولٍ بِکفِّ عَبدٍ مِن عَبیدِ الخُلفاءِ ، وَجَعلِ ذٰلکَ العَبدِ کرسُولٍ مِن اُولِی العَزمِ) وَقالَ لَہٗ (اَیِ الرشیدُ لِاَبی نواس) یَا ابْنَ اللَّخْنَاءِ (ہٰذا مما تَشتِمُ بہِ العربُ ، وَاللَّخناءُ ھُنا اَمرٌ مِنَ اللَّخنِ ، وَہُوَ النَّتَنُ فَاستُعیرَ لِلفاحِشۃِ اَو للمراۃِ التی لم تُختَن ۔ اَی یا دَنِیَّ الاَصلِ وَ لَئِیمَ الاُمِّ) اَتَستَھزِئُ بِعَصَا مُوسیٰ (وَہِیَ مُعجزۃُ نَبِیٍّ عَظِیمٍ) وَاَمَرَ بِاِخراجِہٖ مِن عَسکَرِہٖ مِن لَیلَتِہٖ ۔ اھ ملتقطاً

بالجُملۃ کون مسلمان گوارا کرے گا کہ وہ آیت جس میں ایک نبی کریم کی مدح بیان فرمائی ہو ، تشبیہ و تمثیل کے زور لگا کر اپنے اوپر ڈھال لائے ، اور سلطانِ عظیم القدر جلیلُ الشّان کا تاج لے کر ایک چمار کو پہنائے ـــــ نَسْاَلُ اللہَ العَافِیَۃ ۔

وَجہِ سوم ۔ یہیں سے ظاہر ہوگیا کہ اِس ناطق سے بر تقدیرِ لام ، اور لوگ مثلاً طلبہ منطق و ناظرینِ کتاب مراد لینا بھی نجات نہ دے گا ـــ کہ یہ تشبیہ جیسے اپنے نفس کے لئے ناجائز . یونہیں اُن کے لئے ـــ کما لا یخفیٰ ۔

وجہ چہارم ۔ ہاں اگر یوں جان بچایا چاہے کہ میں نے ناطقِ اَلَنَّا لَہُ الحدید سے خود جناب سیّدنا داؤد علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مراد لیا ہے ۔ تو بے شک اِس صورت میں یہ اضافت نہایت حُسن دیجا ـــــ مگر اب وہ آفتیں رجعتِ قہقری کریں گی ۔ کہ نبیُّ اللہ پر تہمت رکھی اور اُس کے علم عزیز کی تحقیر کی ـــ کما یَظہرُ مِمّا قررنا آنِفا ـــــ اگر تہمت سے یوں بچے کہ حقیقتِ نسبت مقصود نہیں ۔ بلکہ اِس طور پر کہا جیسے بے باک لوگ خوش آوازوں کے گانوں کو نغمۂ داؤدی یا الحانِ داؤد ، کہتے ہیں ـــ تو اب وہ بلائے تشبیہ ، جگر دوزی و جاں گدازی کو بس ہے ۔

غرض کوئی شکل مفر کی نہیں ـــــ وَالعِیاذُ بِاللہِ سُبحٰنَہٗ وَتَعَالیٰ ۔

اَب بر تقدیرِ **توصیف** چلئے ۔ یعنی ناطق کو تنوین دے کر ـــ اس صورت میں مِنْ تو اصلاً

چسپاں نہیں۔ مگر بہ ارتکاب تمحّل، کہ تعلیلیہ ٹھہرائیں اور لاجل کے معنی ہیں لے کر ناطق کے قریب لے جائیں۔
بہر حال اِس ترکیب میں اَلنَّا لَہُ الْحَدِیْد کی ضمیر متکلم سے ذاتِ مصنّف مراد ہوگی۔ کما لا یخفیٰ۔
اور ناطق سے وہی طلبہ و نُظّار ـــــ اور حدید سے مطالب عویصہ ـــــ اور ان کی الانت سے ایضاح و اِبانت ـــــ حاصل یہ کہ "منطق جدید اس ناطق کے لئے، جس کے واسطے ہم نے مطالب مشکلہ حل کر دیئے۔
اس معنی میں ناواقف کو کوئی محذور نظر نہ آئے مگر ہیہات [1] یہاں محذور شدید باقی ہے ـــــ
کلامِ الٰہی تعالت عظمتہٗ کا اپنے کلام کے عوض ایسا استعمال شرعاً حرام و وبال و نکال ـــــ یہاں تک کہ بہت فقہائے کرام نے حکمِ کفر دیا ـــــ والعیاذ باللہ سُبحٰنہٗ وتعالیٰ ـــــ اور وجہ تحریم ظاہر و واضح۔
ذرا اپنے رب تبارک وتعالیٰ کی عظمت پیش نظر رکھ کر خیال کرے کہ اَلنَّا لَہُ الْحَدِیْدَ کس نے فرمایا؟ اور ضمیر نَا سے کون سی ذاتِ پاک مراد؟ اور لہٗ میں کس جلیل القدر کی طرف ضمیر۔ اور مضمونِ جملہ کس امرِ عظیم سے تعبیر؟ ـــــ اب اُسی کلام کو کوئی شخص کس طرح اپنے استعمال میں لاتا۔ اور ضمیر نَا سے خدا کے عوض کس ذلیل حقیر کو مراد لیتا ـــــ اور کنایۂ لہٗ، نبی اللہ کے بدلے کس کی طرف پھیرتا۔ اور اس عزت والی بات کو، جس کی قدر خدا ورسول ہی خوب جانتے ہیں۔ کس بیہودہ بات پر ڈھالتا ہے؟

ع   حقا کہ تاج شاہی کناس را نہ زیبد

یا ھٰذا۔ حق بات اپنے مقابل کم سمجھ میں آتی ہے کہ نفس آمادۂ دفع و انتصار ہوتا ہے ـــــ دوسرں پر خیال کر کے دیکھ ـــــ مثلاً زید عمرو کو مال کثیر دے کر کہے کہ ـ اِنَّآ اَعْطَیْنٰکَ الْکَوْثَرَ ۝ کیا نہ کہا جائے گا کہ اس نے خدا و کلام خدا و رسولِ خدا کی قدر نہ جانی ـــــ حَاشَ لِلّٰہ! ـ کہاں خدا، کہاں زید ـ کجا حضور، کجا عمرو ـــــ کہاں کوثر، کہاں زر ـــــ ؟؟
یا عمرو نے زید کو کہیں بھیجا ـ بکر نے پوچھا کس کے حکم سے گیا تھا؟ ـــــ عمرو بولا: اَمْرًا مِّنْ عِنْدِنَا اِنَّا کُنَّا مُرْسِلِیْنَ ۝

وَعَلٰی ھٰذَا قِیَاسُ غَیْرِ ذٰلِکَ مِنْ اَرَاجِیْفِ جَھَلَۃِ النَّاسِ۔
ہاں ہاں قطعاً اِس طرح کا اِستعمال مُستلزم کفر و استخفاف ـــــ پھر جس نے اِلزام بہ لازم کیا کافر کہا ـــــ اور محققین نے عدم التزام پا کر صرف حرام ٹھہرایا ـــــ

---

[1] لایبدو ماھنا فی المخطوطۃ صافیا ۱۲ محمد احمد

فاتقن ھذا فانّہ مفید ؛ وتحقیق المقام یقتضی المزید ؛ وانّ لہ عند العبد الضعیف ؛ بفضل المولیٰ القوی اللطیف ؛ تنقیحا وبسطا ؛ وتوضیحا وضبطا ؛ یطلب ھو وامثالہ من مجموعنا المبارک ان شاء اللہ تعالیٰ ، العطایا النبویہ ٥ فی الفتاوی الرضویہ ۔
وبھذا القدر ، وضح الامر ۔ وبان الفرق بینہ وبین التضمین ، فانّہ سائغ عند الاکثرین ، وان ذھب ناس الی التحریم ؛ واللہ سبحٰنہ بالحق علیم ؛

فتاویٰ ہندیہ میں ہے :۔

جمع اھل موضع وقال : فجمعنٰھم جمعا او قال ، وحشرنٰھم فلم نغادر منھم احدا ٥ کفر ۔ اھ ملتقطا

اُسی میں ہے :۔ اذا قال لغیرہٖ خانہ چناں پاک کردہ کردی والسماء والطارق ٥ قیل یکفر ۔ وقال الامام ابوبکر بن اسحٰق رحمہ اللہ تعالیٰ : ان کان القائل جاھلا ، لا یکفر ۔ وان کان عالما یکفر ۔ واذا قال ، قاعا صفصفا شدہ است نھذہٖ مخاطرۃ عظیمۃ ۔ واذا قال لباقی القدر : والبٰقیٰت الصٰلحٰت ۔ فھذہٖ مخاطرۃ عظیمۃ ۔ کذا فی الفصول العمادیہ ٥

تتمۃ الفتاوی میں ہے :۔ من استعمل کلام اللہ تعالیٰ فی بدل کلامہٖ کمن قال فی ازدحام الناس فجمعنٰھم جمعا ٥ کفر ۔

محیط میں ہے :۔ من جمع اھل موضع وقال : وحشرنٰھم فلم نغادر منھم احدا ٥ او قال فجمعنٰھم جمعا ٥ کفر ۔

فاضل علی بن سلطان محمد مکی اُس کی تعلیل میں فرماتے ہیں :۔ لانّہ وضع القراٰن فی موضع کلامہٖ ۔

اعلام میں ہمارے علماء سے کفر اتفاقی میں منقول :۔

او ملأ قدحا فقال : کاسا دھاقا ٥ او فرغ شرابا فقال : فکانت سرابا ٥ او قال بالاستھزاء عند الوزن او الکیل ، واذا کالوھم او وزنوھم یخسرون ٥ ۔ الخ ۔

بالجملہ :۔ جہاں تک نظر کی جاتی ہے ، اِس نام میں کوئی احتمال قابلِ قبولِ اربابِ عقول ایسا

نہیں جو واضع نام کو، ارتکاب گناہ سے بچالے ـــــ اور واقعی ایسی کتاب کو ایسا ہی نام پھبتا تھا۔

اَلْخَبِیْثٰتُ لِلْخَبِیْثِیْنَ وَالْخَبِیْثُوْنَ لِلْخَبِیْثٰتِ ـ

نَسْأَلُ مَوْلٰینَا العفوَ والعَافِیَۃ ؛ وَالنِّعْمَۃَ الوَافِیَۃ ؛ وَالرَّحْمَۃَ الکَافِیَۃ ؛ وَالهِدَایَۃَ الشَّافِیَہ ؛ وَالعِیْشَۃَ الصَّافِیَہ ؛ اِنَّہٗ ھُوَ الغَفُوْرُ الرَّحِیْم ؛ وَلَاحَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ العَلِیِّ العَظِیْمِ ؛ وَصَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی سَیِّدِنَا وَمَوْلٰنَا مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَصَحْبِہٖ اَجْمَعِیْنَ ـ اٰمِیْن ـ

تَنْبِیْہُ النَّبِیْہِ

اِعْلَمْ ـ اَکْرَمَنِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَاِیَّاکَ ، وَوَقَانَا جَمِیْعًا مَوَاقِعَ الْھَلَاکِ ـ اَنَّ ھٰذَا الْکَلَامَ النَّفِیْسَ الْمُوْجِزَ کَانَ مُتَعَلِّقًا بِنَفْسِ الْاَقْوَالِ ؛ وَالْاٰنَ اِنْ اَنْ نَتَکَلَّمَ عَلَی الْمُتَکَلِّمِ الرَّدِیِّ الْحَالِ ؛

فاقول ـ وَعَلَی اللّٰہِ التُّکْوْلُ ـــــ بَانَ لَکَ مِمَّا بَیَّنَّا اَنَّ اَقْوَالَ زَیْدٍ وَاِنْ لَّمْ تَخْرُجْ بِحَذَافِیْرِھَا عَنْ دَائِرَۃِ الْاِکْفَارِ ، وَاَشَدِّ الْبَوَارِ ، لَادِقُّھَا وَلَا جِلُّھَا وَلَا کُثْرُھَا وَلَا قُلُّھَا ـــ فَمَا مِنْھَا مِنْ قَالَ وَلَا قِیْل ؛ اِلَّا وَلِلْکُفْرِ اِلَیْہِ سَبِیْل ؛ ـــــ لٰکِنَّھَا فِیْ تَنَوُّعِ الْمَوَارِدِ ؛ اِذْ لَمْ یَکُنْ نَسْجُھَا عَلٰی مِنْوَالٍ وَّاحِدٍ ؛

فمنہا مَا تَنَازَعَتْ فِیْہِ اٰرَاءُ الْعُلَمَاءِ ، وَیَرِدُ مَوْرِدَہٗ کُفْرٌ لَا یُعْطِیْہِ مَنْطُوْقُ الْمَقَالِ ، وَاِنَّمَا یَتَطَرَّقُ اِلَیْہِ مِنْ جِھَۃِ اللُّزُوْمِ کَالَّذِیْ اَلْزَمْنَاہُ عَلَی الْقَوْلِ السَّابِعِ ، مِنْ خُلُوْدِ الْکَافِرِ الْمُتَلَبِّسِ بِکُفْرِہٖ فِی الْجَنَّۃِ ـــ

فَھٰذَا مِمَّا یَتَوَارَدُ عَلَیْہِ النَّفْیُ وَالْاِثْبَاتُ ؛ مِنَ الْاَئِمَّۃِ الْاَثْبَاتِ ـــ فَمَنِ الْزَمَہٗ بِمُوْجَبِ کَلَامِہٖ اَکْفَرَ ، وَمَنْ لَا فَلَا ـــ کَمَا فِی الشِّفَاءِ لِلْاِمَامِ قَاضِیْ عِیَاض ، وَشَرْحِہٖ نَسِیْمِ الرِّیَاضِ :-

مَنْ قَالَ (مِنْ اَھْلِ السُّنَّۃِ) بِالْمَاٰلِ لِمَا یُؤَدِّیْہِ اِلَیْہِ قَوْلُہٗ کَفَّرَہٗ ـــــ
فَکَاَنَّھُمْ صَرَّحُوْا (عِنْدَ الْمُکَفِّرِ لَھُمْ) بِمَا اَدّٰی اِلَیْہِ قَوْلُھُمْ ـــ وَمَنْ لَّمْ یَرَ

أَخَذَهُمْ بِمَآلِ قَوْلِهِمْ لَمْ يَرَ إِكْفَارَهُمْ (لِشُمُوْلِ مَعْنَى الْإِيْمَانِ لَهُمْ بِحَسَبِ الظَّاهِرِ) قَالَ لِأَنَّهُمْ إِذَا وُقِفُوْا عَلَى هٰذَا قَالُوْا نَحْنُ نَنْتَفِيْ مِنَ الْقَوْلِ الَّذِيْ أَلْزَمْتُمُوْهُ لَنَا وَنَعْتَقِدُ نَحْنُ وَأَنْتُمْ أَنَّهُ كُفْرٌ — بَلْ نَقُوْلُ إِنَّ قَوْلَنَا لَا يَؤُوْلُ إِلَيْهِ عَلَى مَا أَصَّلْنَاهُ۔

فَعَلَى هٰذَيْنِ الْمَأْخَذَيْنِ اخْتَلَفَ النَّاسُ (مِنْ عُلَمَاءِ الْمِلَّةِ وَأَهْلِ السُّنَّةِ) فِيْ إِكْفَارِ أَهْلِ التَّأْوِيْلِ — وَالصَّوَابُ (عِنْدَ الْمُحَقِّقِيْنَ) تَرْكُ إِكْفَارِهِمْ لٰكِنْ يُغْلَظُ عَلَيْهِمْ بِوَجِيْعِ الْأَدَبِ، وَشَدِيْدِ الزَّجْرِ وَالْهَجْرِ، حَتّٰى يَرْجِعُوْا عَنْ بِدَعِهِمْ۔

وَهٰذِهٖ كَانَتْ سِيْرَةُ الصَّدْرِ الْأَوَّلِ (مِنَ الصَّحَابَةِ وَالتَّابِعِيْنَ وَمَنْ قَرُبَ مِنْهُمْ) فِيْهِمْ، مَا أَزَاحُوْا لَهُمْ قَبْرًا، وَلَا قَطَعُوْا لَهُمْ مِيْرَاثًا، لٰكِنَّهُمْ هَجَرُوْهُمْ وَأَدَّبُوْهُمْ بِالضَّرْبِ وَالنَّفْيِ وَالْقَتْلِ عَلَى قَدْرِ أَحْوَالِهِمْ، لِأَنَّهُمْ فُسَّاقٌ ضُلَّالٌ (أَهْلُ بِدَعٍ — وَاللّٰهُ الْمُوَفِّقُ) اھ۔ ملتقطًا۔

ومنها مَا لَا امْتِرَاءَ فِيْ كَوْنِهٖ كُفْرًا — لٰكِنْ نَشَأَ فِيْ مَطَاوِي الْمَقَالِ مَا أَخْرَجَهُ عَنْ حَدِّ الْإِفْصَاحِ ؛ وَوَقَعَ بِهِ التَّجَاذُبُ فِيْ إِعْطَاءِ الْكُفْرِ الْبَوَاحِ ؛ كَلَفْظَةِ "عِنْدَهُمْ" فِي الْقَوْلِ السَّادِسِ — فَرُبَّمَا جَاءَ لِلتَّبَرِّيْ، وَإِنْ كَانَ الظَّاهِرُ ثَمَّهُ خِلَافَ ذٰلِكَ، عِنْدَ الْعَارِفِ بِأَسَالِيْبِ الْكَلَامِ — وَهٰذَانِ الْقِسْمَانِ لَا إِكْفَارَ بِهِمَا عِنْدَ الْمُحَقِّقِيْنَ۔

أَمَّا الثَّانِيْ. فَوَاضِحٌ۔ لِأَنَّ مَنْ تَشَهَّدَ بِالشَّهَادَتَيْنِ فَقَدْ ثَبَتَ إِسْلَامُهُ بِيَقِيْنٍ، وَالْيَقِيْنُ لَا يَزُوْلُ بِالشَّكِّ — وَقَدْ رُوِيَ ذٰلِكَ عَنْ أَئِمَّتِنَا۔ كَمَا فِيْ حَاشِيَةِ السَّيِّدِ أَحْمَدَ الطَّحْطَاوِيِّ عَنِ الْبَحْرِ الرَّائِقِ عَنْ جَامِعِ الْفُصُوْلَيْنِ عَنِ الْإِمَامِ الطَّحَاوِيِّ عَنِ الْأَجِلَّةِ الْأَصْحَابِ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُمْ۔

وَأَمَّا الْأَوَّلُ فَبِمَا صَرَّحَ الْأَئِمَّةُ الْأَثْبَاتُ أَنَّ التَّكْفِيْرَ أَمْرٌ عَظِيْمٌ، وَخَطْرٌ جَسِيْمٌ۔ كَلَحْمِ جَمَلٍ غَثٍّ عَلٰى رَأْسِ جَبَلٍ وَعْرٍ، لَا سَهْلٍ فَيُرْتَقٰى، وَلَا سَمِيْنٍ فَيُنْتَقٰى — مَسَالِكُهُ عَسِيْرَةٌ، وَمَهَالِكُهُ كَثِيْرَةٌ — فَالَّذِيْ يَحْتَاطُ لِدِيْنِهٖ لَا يَتَجَاسَرُ عَلَيْهِ إِلَّا بِدَلَائِلَ كَشُمُوْسٍ بَلْ أَجْلٰى حَتّٰى أَنَّ الْمَسْئَلَةَ إِنْ كَانَتْ لَهَا وَجْهَةٌ إِلَى الْإِسْلَامِ وَتِسْعٌ وَتِسْعُوْنَ وِجْهَةً

اِلَی الکُفر فعلَی المُفتِی اَن یَمِیلَ اِلَی الوجھۃِ الاُولیٰ، فَاِنَّ الاِسلامَ یَعلُو وَلَا یُعلیٰ ۔ وَاِن کَانَ ھٰذا لَا یَنفَعُ القائِلَ عِندَاللہ تعالیٰ اِن کَانَ اَرَادَ وِجھَۃً اُخریٰ ۔

وقد قال المولی العلامۃ زین بن نجیم المصری فی البحر :۔

اِنَّ الَّذِی تَحَرَّرَ اَنَّہٗ لَا یُفتیٰ بِتکفِیرِ مُسلِمٍ اَمکَنَ حَملُ کلَامِہٖ علیٰ مَحمِلٍ حَسَنٍ، اَو کَانَ فِی کُفرِہٖ اختِلَافٌ وَلَو رِوَایۃٌ ضَعِیفَۃٌ ـــ قال رحمہ اللہ تعالیٰ ـــ فَعَلیٰ ھٰذا اَکثَرُ اَلفَاظِ التَّکفِیرِ المَذکُورَۃِ لَا یُفتیٰ بِالتکفِیرِ بِھَا ـــ وَقَد اَلزَمتُ نَفسِی اَن لَّا اُفتِی بِشَیءٍ مِّنھَا ۔ اھ

قال الخیر الرملی :۔ اَقُولُ وَلَو کَانَتِ الرِّوَایَۃُ لِغَیرِ مَذھَبِنَا ۔ وَیَدُلُّ علیٰ ذٰلِکَ اشتِرَاطُ کَونِ مَا یُوجِبُ الکُفرَ مُجمَعًا عَلَیہِ ۔ اھ ـــ تابعہ علیہ ابو السعود فی شرح الاشباہ ۔

وَقَد فَصَّلَ الکلَامَ، فِی ھٰذَا المَرَامِ تَاجُ المُحَقِّقِینَ، سِرَاجُ المُدَقِّقِینَ، سَیِّدُنَا الوَالِدُ ـــ قُدِّسَ سِرُّہُ المَاجِد ـــ فِی بَعضِ فَتَاوَاہُ الَّتِی شَدَّدَ فِیھَا النَّکِیرَ علیٰ بَعضِ اَعلَامِ عَصرِہٖ فَلَم یَرُدُّوا شَیئًا، وَکَانُوا لَہٗ مُذعِنِینَ ۔

ومنہا ـــ وہو الاکثر ـ مَا لَا عُذرَ فِیہِ لِزَیدٍ، وَلَا مَھَلَ وَلَا رُوَید ـ کالاقوال الاربعۃ الاُوَل وغیرھا ۔ فَاِنَّہٗ قَد نَاضَلَ فِیھَا ضَرُورِیَّاتِ الدِّینِ، وَخَلَعَ مِن رَقَبَتِہٖ رِبقَۃَ الیَقِینِ وَاَتیٰ بِمَا لَا تَغسِلُہُ البِحَارُ وَلَا تُسَاعِدُہُ الحِیَلُ وَالاَعذَارُ ـــ وَقَد عَلِمتَ اَنَّہٗ اِذَا کَانَ عن علم و عَمَدٍ وَطَوعٍ ـــ ولا ریب فی وجودہا ہہنا ـــ فَلَا تَنفَعُ العَزَائِمُ، وَلَا تَمنَعُ التَّمَائِمُ ـــ وَلَا حَولَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللہِ العَلِیِّ العَظِیمِ ۔

واعلم اَنَّ العبدَ الضعیف ـ لطف بہ المولی اللطیفُ ـ لَمَّا وَصَلَ اِلیٰ ھٰذَا المَقَامِ ؛ وَحَانَ اَوَانُ الحُکمِ علَی المُتَکلِّمِ بذاکَ الکَلَامِ ؛ تَعَرَّضَت لَہٗ حَشمَۃُ کَلِمَۃِ الاِسلَامِ ؛ فَاستَعظَمَ الجَزمَ بِالاِکفَارِ اَیَّمَا استِعظَام ؛ فَرَقًا مِّن اَن تَکُونَ ھُنَاکَ دَقِیقَۃٌ عَمِیقَۃٌ لَم یَصِلھَا فَھمِی ؛ اَو شَاذَّۃٌ فَاذَّۃٌ لَم یُحِط بِھَا عِلمِی ؛

فَاستَخَرتُ المَولیٰ سُبحٰنَہٗ وَتَعَالیٰ، وَجَعَلتُ اُرَاجِعُ الکُتُبَ وَاُقَلِّبُ الاَورَاقَ ؛ حَتّیٰ اَکمَلتُ الجِدَّ وَاَنھَیتُ الجُھدَ حَسبَ مَا یُطَاق ؛ وَصَرَفتُ فِیہِ یَومَینِ کَامِلَینِ ؛

—— فلم ار شیئا تقر بہ العین ؛ بل کلما توغلت فی تتبع الاسفار ؛ تتابع الاقوال تؤید الاکفار ؛ الی ان وقفت علی معظم المسائل ؛ وعامۃ الفروع فی کتب الاماثل ؛ من اصحابنا الحنفیۃ ؛ وعمائد الشافعیۃ ؛ وزعائم المالکیۃ ؛ والذی تیسر من کلمات الحنبلیۃ ؛ فاذا ھی جمیعا کما ھی علیحدۃ ؛ کانھا ترمی عن قوس واحدۃ ؛ فایقنت ان لیس للرجل محیص ؛ ولا عن الحکم بالاکفار مفیص ؛

اللھم الا حکایۃ ضعیفۃ عن بعض علمائنا فی الجامع الاصغر : ان عقد الخلد ھو المعتبر ؛ اوردھا ثم ردھا —— ولکن زدت بھا تلعثما ؛ ووددت الوقوف ھناک تاثما ؛ علما منی بان الخلاف وان کان ضعیفا، ھھنا کاف ۔

فامعنت النظر ؛ وانعمت انعمت الفکر ؛ حتی فتح المولی تبارک وتعالی ان الاکفار علیہ الاجماع ؛ وانما وقع فی الکفر النزاع ؛ فلا شک ولا ارتیاب ان من تکلم بکلمۃ الکفر طائعا عالما عامدا اصاحیا فھو کافر عندنا قطعا، لا ینتطح فیہ عنزان، وتجری علیہ احکام الردۃ، وتحرم علی امرأتہ ،[1] لا تمکنہ من نفسھا، وتجوز لھا ان تنکح من دون طلاق من تشاء —— والقائل نحبسہ ثلاثا ، ونمھلہ لیری نوبا ۔ فان تاب ... والا نقتل ونرمی بجیفۃ کجیفۃ الکلاب ، من دون غسل ولا کفن ؛ ولا صلاۃ ولا دفن ؛ ونقطع میراثہ عن مورثیہ المسلمین ؛ ونجعل ما کسب بردتہ فیئا لجمیع المومنین ؛ الی غیر ذلک من الاحکام المشرحۃ فی الکتب الفقھیۃ ۔

اما انہ ھل یکفر بذلک فیما بینہ وبین ربہ تبارک وتعالی فقیل : لا ما لم یعقد الضمیر علیہ ، لان التصدیق محلہ القلب —— وھذہ ھی الحکایۃ التی اشرنا الیھا —— وقال عامۃ العلماء وجمھور الائمۃ نعم ، وان لم یعقد —— لانہ متلاعب بالدین ، وھو کفر بیقین ،

وقد قضی اللہ تعالی ان مثل ذلک لا یقدم علیہ الا من نزع اللہ الایمان من قلبہ —— عوذا بہ سبحنہ وتعالی —— قال تعالی :-

---

[1] الا اذا استمہل فیجب فی ظاہر الروایۃ ۱۲ منہ

وَلَئِنْ سَاَلْتَهُمْ لَيَقُوْلُنَّ اِنَّمَا كُنَّا نَخُوْضُ وَنَلْعَبُ قُلْ اَبِاللّٰهِ وَاٰيٰتِهٖ وَرَسُوْلِهٖ كُنْتُمْ تَسْتَهْزِءُوْنَ ۝ لَا تَعْتَذِرُوْا قَدْ كَفَرْتُمْ بَعْدَ اِيْمَانِكُمْ

وَهٰذَا هُوَ الصَّحِيْحُ الرَّجِيْحُ الْمُذَيَّلُ بِطِرَازِ التَّصْحِيْحِ — فَهُنَالِكَ عَمِلْتُ فِيْ ذٰلِكَ رِسَالَةً جَلِيْلَةً وَعُجَالَةً جَمِيْلَةً تَشْتَمِلُ عَلٰى غُرَرِ الْفَوَائِدِ، وَالدُّرَرِ الْفَرَائِدِ ـ سَمَّيْتُهَا :ـ

اَلْبَارِقَةُ اللَّمْعَاءُ فِيْ سُوْءِ مَنْ نَطَقَ بِكُفْرٍ طَوْعًا

۱۳ ھ ۰۴

لِيَكُوْنَ الْعَلَمُ عِلْمًا عَلَى التَّارِيْخِ، كَرِسَالَتِنَا هٰذِهٖ الَّتِيْ نَحْنُ الْاٰنَ مُفِيْضُوْنَ فِيْهَا سَمَّيْنَاهَا :ـ

مَقَامِعُ الْحَدِيْدِ عَلٰى خَدِّ الْمَنْطِقِ الْجَدِيْدِ

۱۳ ھ ۰۴

فَعَلَيْكَ بِهَا[1] ـ فَاِنِّيْ حَقَّقْتُ فِيْهَا اَنَّ اِكْفَارَ الطَّائِعِ هُوَ الْاِجْمَاعُ، مِنْ دُوْنِ نِزَاعٍ ـ وَاَقَمْتُ عَلٰى ذٰلِكَ دَلَائِلَ سَاطِعَةً لَا تُرَامُ ؛ وَبَرَاهِيْنَ قَاطِعَةً لَا تُضَامُ ؛ فَسَكَنَ الصَّدْرُ ؛ وَاسْتَقَرَّ الْاَمْرُ ؛ وَبَانَ الصَّوَابُ ؛ وَانْكَشَفَ الْحِجَابُ ؛ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝

بالجملہ حکمِ اخیر یہ ہے

کہ زید کے اقوالِ مذکورہ بعض حرام و گناہ — اور بعض بدعت و ضلالت — اور اکثر خاص کلماتِ کفر ـ وَالْعِيَاذُ بِاللّٰهِ تَعَالٰى ـ

اور زید بہ حکمِ شرع فاسق فاجر، مرتکبِ کبائر — بدعتی خاسر، گمراہ غادر — اِس قدر پر تو اعلیٰ درجہ کا یقین — اِس کے سوا اُس پر حکمِ کفر و اِرتداد سے بھی کوئی مانع نظر نہیں آتا ـ حنفیہ، شافعیہ، مالکیہ، حنبلیہ سب کے کلمات — بلکہ صحابہ و تابعین سے لے کر اِس زمانہ تک کے اِفادتفصیات، بِالْاِتِّفَاق یہی اِفادہ کرتے ہیں — کَمَا بَيَّنَّاهُ فِي "اَلْبَارِقَةُ اللَّمْعَاءُ"

بالفرض اگر بہزار دقت کوئی بچتی ہوئی صورت نکل بھی سکی تو، یہ تو بالجزم بیّن و مُبین و صریح و ظاہر کہ وہ اپنے اِن اقوال کے سبب عامۂ عُلمائے دین و جماہیر ائمۂ کاملین کے نزدیک کافر، اور اُس پر

---

[1] الضمیر یرجع الی "البارقۃ اللمعا" فانہا التی اشبع فیہا الکلام حول ذا الموضوع ۱۲ محمد احمد

اَحکامِ اِرتداد جاری ـــــ اور بے توبہ مرے تو جہنّمی ناری ـــــ والعیاذ باللہِ القدیرِ الباری ۔
اَلعظمۃ للہ! ۔ اِس قدر کیا الم ہے ۔ اِعلام میں فرماتے ہیں :۔

لَوْتَشَبَّہَ بِالْمُعَلِّمِیْنَ فَاَخَذَ خَشَبَۃً وَّجَلَسَ الْقَوْمُ حَوْلَہٗ کَالصِّبْیَانِ فَضَحِکُوْا وَاسْتَھْزَءُوْا کَفَرَ ـــــ زَادَ فِی الرَّوْضَۃِ : اَلصَّوَابُ : لَا ۔ وَلَا یُغْتَرُّ بِذٰلِکَ فَاِنَّہٗ یَصِیْرُ مُرْتَدًّا عَلٰی قَوْلِ جَمَاعَۃٍ، وَکَفٰی بِھٰذَا خَسَارًا وَّتَفْرِیْطًا ۔ اھ ملتقطا

معَ ہٰذا، شِفا شریف سے، اوپر منقول ہوا کہ :۔

بعض اقوال اگرچہ فی نفسہٖ کفر نہیں مگر بار بار بہ تکرار اُن کا صُدور دلیل ہوتا ہے کہ قائل کے قلب میں اسلام کی عظمت نہیں ۔ اُس وقت اُس کے کفر میں زِنہار شک نہ ہوگا ۔

سُبحٰن اللہ پھر کفریاتِ خالصہ کا بہ ایں زور و شور ، صُدور کیوں کر کفرِ قائل پر بُرہانِ کامل نہ ہوگا؟ ۔ وَلَاحَوْلَ وَلَاقُوَّۃَ اِلَّا بِاللہِ الْعَزِیْزِ الْحَکِیْمِ ۔

زید پر ہر فرض سے بڑھ کر فرض کہ از سرِ نو مسلمان ہو اور اِن کفریات وضلالات سے علَی الاِعلان توبہ کرے ـــــ اور صرف بہ طورِ عادت کلمۂ شہادت زبان پر لانا ہرگز کافی نہ ہوگا کہ اِس قدر تو وہ قبل از توبہ بھی بجا لاتا تھا، بلکہ اِس کے ساتھ تصریح کرے کہ وہ کلمات کفریہ تھے اور میں نے اُن سے توبہ کی ۔ ـــــ اُس وقت اہلِ اسلام کے نزدیک اُس کی توبہ صحیح ہوگی ـــــ اور ایمان لائے کہ اللہ جَلَّ جلالُہٗ کے سوا کوئی خالق نہیں ، نہ اُس کا غیر قِدَم کے لائق ـــــ اور ایمان لائے کہ وہ تمام عالم کا مدبّر اور ہر چیز پر قادر ہے ، اور عقولِ مُخترعہ فلاسفہ باطل ـــــ اِلٰی غَیْرِ ذٰلِکَ مِمَّا یَظْھَرُ بِالْمُرَاجَعَۃِ اِلٰی مَاقَدَّمْنَا مِنَ الْمَسَائِلِ ۔

بحرالرائق میں ہے :۔ اَتٰی بِالشَّھَادَتَیْنِ عَلٰی وَجْہِ الْعَادَۃِ لَمْ یَنْفَعْہُ مَالَمْ یَرْجِعْ عَمَّا قَالَ، اِذْ لَا یَرْتَفِعُ بِھِمَا کُفْرُہٗ ۔ کَذَا فِی الْبَزَّازِیَّۃِ وَجَامِعِ الْفُصُوْلَیْنِ اھ

اور ضرور ہے کہ جس طرح کتاب چھاپ کر اِن کفریات وضلالات کی اِشاعت کی یوہیں اِن سے تبرّی اور اپنی توبہ کا اعلان کرے ۔ کہ آشکارا گناہ کی توبہ بھی آشکارا ہوتی ہے ـــــ امام احمد کتاب الزہد ، اور طبرانی معجم کبیر میں سیدنا معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں :۔

اِذَا عَمِلْتَ سَیِّئَۃً فَاَحْدِثْ عِنْدَھَا تَوْبَۃً، اَلسِّرَّ بِالسِّرِّ وَالْعَلَانِیَۃَ بِالْعَلَانِیَۃِ ۔
جب تو کوئی گناہ کرے تو فوراً توبہ بجا لا ۔ پوشیدہ کی پوشیدہ ، اور ظاہر کی ظاہر ۔

قُلْتُ وَاِسْنَادُہٗ حَسَنٌ عَلٰی اُصُوْلِ الْحَنَفِیَّةِ ۔

اور اِس کتاب تباہ خراب کی نسبت میں وہ نہیں کہتا جو بعض عُلمائے حنفیہ وشافعیہ کتب منطقیہ کی نسبت فرماتے ہیں کہ ان کے جو ورق نامِ خدا و رسول سے خالی ہوں اُن سے استنجا روا ۔ شرحِ فقہ اکبر میں ہے :۔

لَوْکَانَ الْکِتَابُ فِی الْمَنْطِقِ وَنَحْوِہٖ، تَجُوْزُ اِھَانَتُہٗ فِی الشَّرِیْعَةِ ، حَتّٰی اَفْتٰی بَعْضُ الْحَنَفِیَّةِ وَکَذَا الْبَعْضُ الشَّافِعِیَّةِ بِجَوَازِ الْاِسْتِنْجَاءِ بِہٖ اِذَا کَانَ خَالِیًا عَنْ ذِکْرِ اللّٰہِ تَعَالٰی . مَعَ الْاِتِّفَاقِ عَلٰی عَدَمِ جَوَازِ الْاِسْتِنْجَاءِ بِالْوَرَقِ الْاَبْیَضِ الْخَالِیْ عَنِ الْکِتَابَةِ ۔ اھ ملخصًا

ہاں اتنا ضرور کہوں گا کہ اب اُس کی اِشاعت سے باز رہے ۔ اور جس قدر جلدیں باقی ہوں جلادے اور حتی الوسع اُس کے اِخمادِ نار وایاتِ اذکار میں سَعی کرے کہ مُنکرِ باطِل، اِسی کے قابل ۔

قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی :۔

اِنَّ الَّذِیْنَ یُحِبُّوْنَ اَنْ تَشِیْعَ الْفَاحِشَةُ فِی الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَھُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَةِ وَاللّٰہُ یَعْلَمُ وَاَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ۔

بے شک جو لوگ چاہتے ہیں کہ بے حیائی پھیلے مسلمانوں میں، اُن کے لئے دکھ کی مار ہے دنیا و آخرت میں ۔ اور اللہ جانتا ہے اور تم نہیں جانتے ٥

سُبْحٰنَ اللّٰہ! اِشاعتِ فاحشہ پر یہ ہائل وعید —— پھر اشاعتِ کفر کس قدر شدید ——

وَالْعِیَاذُ بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْحَمِیْدِ ۔

خاتمہ رَزَقَنَا اللّٰہُ حُسْنَھَا ۔ چند تنبیہات زاکیات میں

تنبیہ اوّل :۔ اے عزیز! آدمی کو اُس کی اَنانیت نے ہلاک کیا ۔ گناہ کرتا ہے، اور جب اُس سے کہا جائے توبہ کر ۔ تو اپنی کسرِ شان سمجھتا ہے —— عقل رکھے تو اصرار میں زیادہ ذلّت و خواری جانتا ۔

یَا ھٰذَا ! ہرگز منصبِ علم کے مُنافی نہیں کہ حق کی طرف رجوع کیجئے، بلکہ یہ عین مُقتضائے علم ہے اور سخن پروری ہر جہل سے بدتر جہل —— وہ بھی کاہے میں ؟ ۔ کفریات میں ۔ وَالْعِیَاذُ بِاللّٰہ ۔

یاھٰذا ۔ صغیرہ پر اصرار اُسے کبیرہ کر دیتا ہے ـــ کفریات پر اصرار کس قعرِ نار میں پہونچائے گا؟

یاھٰذا ۔ تیرا رب ایک شخص کی مذمت کرتا ہے :۔

وَاِذَا قِیْلَ لَہُ اتَّقِ اللّٰہَ اَخَذَتْہُ الْعِزَّۃُ بِالْاِثْمِ فَحَسْبُہٗ جَہَنَّمُ وَلَبِئْسَ الْمِہَادُ ۝

یعنی ؛ جب اُس سے کہا جائے خدا سے ڈر۔ تو اُسے غرور کے مارے گناہ کی ضد چڑھتی ہے۔ سو کافی ہے اُسے جہنم۔ اور بے شک کیا بُرا ٹھکانا ہے۔

للہ اپنی جان پر رحم کر، اور اِس شخص کا شریکِ حال نہ ہو۔

یاھٰذا۔ تیرا مالک ایک قوم پر رَد فرماتا ہے :۔

وَاِذَا قِیْلَ لَھُمْ تَعَالَوْا یَسْتَغْفِرْ لَکُمْ رَسُوْلُ اللّٰہِ لَوَّوْا رُءُوْسَھُمْ وَرَاَیْتَھُمْ یَصُدُّوْنَ وَھُمْ مُّسْتَکْبِرُوْنَ ۝

جب اُن سے کہا جائے آؤ تمہارے لئے بخشش چاہے خدا کا رسول، تو اپنے سر پھیر لیتے ہیں اور تو انھیں دیکھے کہ باز رہتے ہیں تکبر کرتے ہوئے۔

ہاں میں بھی تجھے رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف بلاتا ہوں۔ خدا کو مان۔ اور مُنہ نہ پھیر۔

یاھٰذا۔ تو سمجھتا ہے : اگر میں تسلیم کرلوں گا تو لوگوں کی نگاہ میں میری قدر گھٹ جائے گی، اور میرے علمِ فلسفی میں بٹّا لگے گا ـــ حالانکہ یہ محض وسوسۂ شیطان ہے ـــ لاحول پڑھ، اور خدا کی طرف جھک۔ کہ اِس سے اللہ کے یہاں تیری عزت ہوگی ـ اور خلق میں بے قدری بھی غلط، بلکہ وہ تجھے منصف وحق پسند جانیں گے، اور نہ مانے گا تو متکبر و شریر و لونڈ ـ

یاھٰذا۔ کیا یہ ڈرتا ہے کہ مان جاؤں گا تو اِس مُجیب کا علم مجھ سے زیادہ ٹھہرے گا؟ ـــ

حاش للہ! واللہ کہ اگر کوئی بندۂ خدا میرے ذریعہ سے ہدایت پالے تو اس میں میری آنکھ کی ٹھنڈک اُس سے ہزار درجہ زائد ہے کہ میرا علم کسی سے زیادہ ٹھہرے ـ

ہاں! ہاں!! اگر تو اعلانِ توبہ کرے تو میں اپنے جہل اور تیرے فضل کا نوشتہ لکھ دوں ـ

یاھٰذا ۔ اِک ذرا تعصب سے الگ اور تنہائی میں بیٹھ کر سوچ ـ کہ کفریات پر اصرار کی شامت تیرے حق میں بہتر ہے یا بعدِ رجوع و توبہ بعض جہّال کی تحقیر و ملامت؟

ہیہات، ہیہات! اللہ کا عذاب بہت سخت ہے ـــ وَاِنَّہٗ لَاٰتٍ ـــ میں تیرے بھلے کی

کہتا ہوں: عار پر نار کو اختیار نہ کرنا۔

الٰہی میرے بیان میں اثر بخش! اور اپنے اس بندہ کو ہدایت دے، اور ہمارے قلوب دینِ حق پر قائم رکھ ـــ یَا وَاجِد، یَا مَاجِد، لَا تُزِلْ عَنِّیْ نِعْمَةً اَنْعَمْتَهَا عَلَیَّ بِجَاهِ مَنْ اَرْسَلْتَهٗ رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِیْنَ، وَاَقَمْتَهٗ شَفِیْعًا لِّلْمُذْنِبِیْنَ الْمُتَلَوِّثِیْنَ الْخَطَّائِیْنَ الْهَالِکِیْنَ، صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَعَلٰی اٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ اَجْمَعِیْنَ۔ آمین

تنبیہ دوم: ـــ مبادا اگر رگِ تعصب جوش میں آئے ـ اور خدا ایسا نہ کرے ـ تو اس قدر یاد رہے کہ عقائد اسلام و سُنّت کے مُقابل، ہم پر فلان ہندی و بہمان سندی کسی کا قول سند نہیں ـــ نہ احکامِ شرعیہ شخص دُون شخص سے خاص ـــ اَلْعِزَّةُ لِلّٰهِ! شرع سب پر حجت ہے ـــ وہ کون ہے جو شرع پر حجت ہو سکے؟ ـــ اِس قسم کی حرکت جس سے صادر ہو گئی وہ بقدر اپنے سیّرہ کے حکم کا مستحق ہو گا ـ کسے باشد، کائناً مَن کان۔

اِنّ و آنّ سے ہمیں مُوافقت اُسی وقت تک ہے جب تک وہ دینِ حق سے جدا نہیں ـ اور اُس کے بعد، عیاذاً باللہ، ؏ سایہ اش دُور باد از ما دُور

جس کا قول ہم اسلام و سُنّت کے مُوافق پائیں گے تسلیم کریں گے ـ نہ اِس لئے کہ اُس کا قول ہے، بلکہ اس لئے کہ صراطِ مستقیم سے مُطابق ہے ـــ اور جس کی بات خلاف پائیں گے، از زید ہو یا عمرو، خالد ہو یا بکر، دیوار سے مار کر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی رکاب سے لپٹ جائیں گے۔

اللہ اُن کا دامن ہم سے نہ چھڑائے دنیا میں نہ عقبیٰ میں ـ آمین الٰہی آمین۔

محمّد عربی کا بروئے ہر دو سَرا ست
(صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم)
کسے کہ خاکِ درش نیست خاک بر سرِ اُو

تنبیہ سوم: وَاجِبُ المُلاحظہ نافِعُ الطَّلَبَہ

اِن اَعصار و اَمصار کے طلبۂ علم، چشمِ عبرت کھولیں اور توغّلِ فلسفہ کی آفتِ جاں گزا غور سے دیکھیں ـــ زید کہ جس کے اَقوال سے سوال ہے آخر اِس حال کو کاہے کی بدولت پہونچا؟ ـ اور فلسفہ کی دبی آگ نے، بے خبری میں بہ تدریج سُلگ کر دفعۃً بھڑکی تو کہاں تک پھونکا؟ ـــ

اے عزیزو! شیطان اوّل دھوکا دیتا ہے کہ مقصود بالذات تو علمِ دین ہے ـــ اور علوم عقلیہ وسیلہ وآلہ ـــ پھر اِن میں اشتغال کس لئے بے جا؟

ہیہات! اگر یہ امر اپنے اطلاق پر مسلّم بھی ہو تو اب اپنے حالات غور کرو کہ آلہ و مقصود کی شان ہوتی ہے؟ ـ شب و روز آلہ میں غرق ہو گئے، مقصود کا نام تک زبان پر نہ آیا ـــ اچھا توسّل ہے، اور اچھا قصد ہے ـ

بوقتِ صبح شود ہمچو روز معلومت ✲ کہ باکہ باختۂ عشق در شب دیجور

عزیزو! اگر علم آخرت کے لئے سیکھتے ہو تو واللہ کہ فلسفہ آخرت میں مُضر ـ اور دنیا کے لئے؟ تو یہاں وہ بھی بخیر ـــ اس سے تو کہ مڈل پاس کرو کہ دس۱۰ روپیہ کی نوکری پا سکو ـ

عزیزو! بشرِ انصاف! ـ مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی حدیث میں علم کو ترکۂ انبیا اور عُلما کو اُن کا وارث قرار دیا ـــ ذرا دیکھو تو وہ علم یہی ہے جس میں تم سراپا مُنہمک ـ یا وہ جسے تم بایں بے پرواہی واستغنا تارک؟ ـــ بھلا ایمان کے دل پر ہاتھ رکھ کر دیکھو کہ مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا وارث بننا اچھا، یا ابن سینا و فارابی کا فضلہ خوار؟ ع بہیں تفاوتِ رہ از کجاست تا بہ کجا

عزیزو! شیطان اِس قوم کے کان میں پھونک دیتا ہے ـ کہ: عمر صرف کرنے کے قابل، یہی علومِ فلسفیہ ہیں کہ ان کے مدارک عمیق، اور مسالک دقیق ـ جب یہ آگئے تو علوم دینیہ کیا ہیں ـ اَدنیٰ توجّہ میں پانی ہو جائیں گے ـ

حالانکہ واللہ محض غلط ـــ تمھیں اِن علومِ ربانیہ کا مزہ ہی نہیں پڑا ـ ورنہ جانتے کہ علم یہی ہیں، اور جو غموض و دقّت و لطف و نزاکت اِن میں ہے اُس کا ہزاروں حصّہ وہاں نہیں ـــ مگر کیا کیجئے کہ

ع اَلنَّاسُ اَعْدَاءٌ لِّمَا جَھِلُوْا

اچھا نہ سہی ـــ مگر کیا نفیس تدقیق، عمدہ تحقیق ہے کہ ہزاراں برس گزرے آج تک کوئی بات مُنقّح نہ ہوئی ـــ لوگ کہتے ہیں تلاحقِ آرا سے علم تنقیح پاتے ہیں ـــ وہاں اُس کے خلاف ع

شد پریشاں، خوابِ شاں از کثرتِ تعبیر ہا

سَلف خلَف میں جسے دیکھیے کیا چمک چمک کر تقریریں کرتا ہے گویا حقِ ناصع اِس کی بغل سے نکل کر کہیں گیا ہی نہیں ـــ جب دوسرا آیا، اُس نے نئی بانگ سنائی ـ اگلے کی عقل اَوندھی بتائی ـــ یونہیں یہ سلسلۂ بے تمیزی لَا یَقِفُ عِنْدَ حَدٍّ قَبْلَ یَوْمِ الْقِیٰمَۃِ چلا جاتا ہے، اور چلا جائے گا ـــ کچھ مُحقّق

ہو سکا نہ ہرگز ہو ؎

ہر کہ آمد عمارتے نو ساخت ٭ رفت و منزل بہ دیگرے پرداخت

کیجئے پھر اس "کاد، کاد" کا کیا محصّل نکلا؟ اور کون سا نتیجہ دامن میں آیا؟ — دمِ مرگ جب دیکھیے تو ہاتھ خالی ع جہل تھا جو کچھ کہ سیکھا، جو پڑھا افسانہ تھا

ایک فلسفی نزع میں ہاتھ ملتا، اور کہتا تھا: عمر کھوئی کچھ تحقیق نہ ہو پایا سوا اس کے کہ: ہر ممکن محتاج ہے اور امکان امرِ عدمی — دنیا سے چلا اور کچھ نہ ملا

اور دوسرا امر۔ یعنی علوم دینیہ اس کے ذریعہ سے خود آجانا — ایسا باطل فضیح ہے جس کی واقعیت تمہارے اذہان کے سوا کہیں نہ ملے گی — حاش للہ! کام پڑے، دام کھلتے ہیں — دس مسائلِ دینی پوچھے جائیں، اور کوئی فلسفی صاحب اپنے تفلسف کے زور سے ٹھیک جواب دے دیں تو جانیں — یوں تو زبان کے آگے بارہ بل چلتے ہیں ع کس نگوید کہ دوغِ من تُرش است

عزیزو! یہ درس کہ ان بلاد میں رائج، احمق اسے منتہائے علم سمجھتے ہیں — حاشا، کہ وہ ابتدائی علم بھی نہیں — اُس سے استعداد آنا، منظور ہے — رہا علم؟ — ہیہات ہیہات! ہنوز دلی دور ہے

ع بسیار سفر باید تا پختہ شود خامے

طالب علم بے چارہ شفا، اشارات سب لپیٹ گیا اور یہ بھی نہ جانا کہ "اصولِ دین کو کیوں کر سمجھوں؟ اور خدا و رسول کی جناب میں کیا اعتقاد رکھوں؟ — اگر کچھ معلوم بھی ہے تو سُنی سُنائی تقلیدی — پھر حلال و حرام کا تو دوسرا درجہ ہے۔

افسوس واضعِ درس نے کتبِ دینیہ گنتی کی رکھیں کہ طلبہ خوض و غور کے عادی ہو جائیں اور اذہان جا کہ ابھی عقل پختہ نہیں لہٰذا ایسی چیزیں مشق ہو جس کی اُلٹ پلٹ نقصان نہ دے — مگر وہ ہو رہی اُلٹی — کہ انھیں لِمَ وَ لَا نُسَلِّمُ کی آفت چرگئی — اور حرزِ تسلیمی پر کہ مدارِ ایمان ہے قیامت گزر گئی۔

عزیزو! ۔ احمد، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ، ابن حبان، حاکم، بیہقی، عبد بن حمید، بغوی با سانید صحیحہ **ابو ھریرہ** رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی ۔ سیدِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں :-

اِنَّ الْعَبْدَ اِذَا اَخْطَأَ خَطِیْئَۃً نُکِتَتْ فِیْ قَلْبِہٖ نُکْتَۃٌ سَوْدَاءُ فَاِنْ ھُوَ نَزَعَ

وَاسْتَغْفَرَ وَتَابَ صُقِلَ قَلْبُہٗ ۔ وَاِنْ عَادَ زِیْدَ فِیْھَا حَتّٰی تَعْلُوَ عَلٰی قَلْبِہٖ ۔ وَھُوَ الرَّانُ الَّذِیْ ذَکَرَ اللہُ تَعَالٰی، کَلَّا بَلْ رَانَ عَلٰی قُلُوْبِھِمْ مَّا کَانُوْا یَکْسِبُوْنَ ○

جب بندہ کوئی گناہ کرتا ہے اُس کے دل میں ایک سیاہ دھبّا پڑ جاتا ہے۔ پس اگر وہ اُس سے جُدا ہوگیا اور توبہ استغفار کی تو اُس کے دل پر صیقل ہو جاتی ہے ــــ اور اگر دوبارہ کیا تو اور سیاہی بڑھتی ہے یہاں تک کہ اُس کے دل پر چڑھ جاتی ہے ــــ اور یہی ہے وہ زنگ جس کا اللہ تعالیٰ نے ذکر فرمایا کہ: یوں نہیں! بلکہ زنگ چڑھادی ہے اُن کے دلوں پر اُن گناہوں نے کہ وہ کرتے تھے۔

دیکھو ایسا نہ ہو کہ یہ فَلْسَفَۂ مُزَخْرَفَہ تمہارے دلوں پر زنگ جمادے کہ پھر علومِ حَقّہ صادِقہ رَبانِیَّہ کی گنجائش نہ رہے گی ــ کہتے یہ ہو کہ: اِس کے آنے سے وہ خود آجائیں گے ۔ حاشا! جب یہ دل میں پیر گیا وہ ہرگز سایہ تک نہ ڈالیں گے ۔ کہ وہ محض نور ہیں ، اور نور نہیں چمکتا مگر صاف آئینہ میں ــ

عزیزو! ۔ اِسی زنگ کا ثمرہ ہے کہ مُنہمکانِ تَفَلسُف علومِ دینیہ کو حقیر جانتے ، اور علمائے دین سے اِستہزا کرتے ۔ بلکہ اُنھیں جاہل، اور لقبِ علم اپنے ہی لیے خاص، سمجھتے ہیں ۔

اگر آئینۂ دل روشن ہوتا تو جانتے کہ وہ مصطفٰی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے وارث و نائب ہیں ۔ وہ کیسی نفیس دولت کے حامل و صاحب ہیں جس کے لئے خدا نے کتابیں اُتاریں، انبیا نے تفہیم میں عمریں گزاریں ــــ وہ اسلام کے رکن ہیں ــ وہ جنّت کے عِماد ہیں ــ وہ خدا کے محبوب ہیں ــــ وہ جانِ رَشاد ہیں ــــ رہا اُن کے ساتھ استہزا، اُس کا مزہ آج نہ کھلا تو کل قریب ہے ــــ وَسَیَعْلَمُ الَّذِیْنَ ظَلَمُوْا اَیَّ مُنْقَلَبٍ یَّنْقَلِبُوْنَ ○

عزیزو! نفسِ خودی پسند آزادانہ اَقُوْلُ کا مزہ پاکر بھول گیا ــــ اور قالَ رسولُ اللہ صَلَّی اللہُ تعالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم میں جو دل کا سرور، آنکھوں کا نور ہے اُسے بھول گیا ۔

ہیہات! کہاں وہ فن جس میں کہا جائے میں کہتا ہوں ۔ یا نقل بھی ہو تو: ابن سینا گفت ۔ اور کہاں وہ فن جس میں کہا جائے خدا فرماتا ہے ۔ مصطفٰی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں ــــ جتنا میں اور مصطفٰی میں فرق ہے اُتنا ہی اِس اَقُوْلُ و قال اور دونوں علموں میں ــ کیا خوب فرمایا عالمِ قریش سیدنا امام شافعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے

کُلُّ الْعُلُوْمِ سِوَی الْقُرْاٰنِ مَشْغَلَۃٌ ❊ اِلَّا الْحَدِیْثَ وَاِلَّا الْفِقْہَ فِی الدِّیْنِ
اَلْعِلْمُ مَا کَانَ فِیْہِ قَالَ حَدَّثَنَا ❊ وَمَا سِوٰی ذَاکَ وَسْوَاسُ الشَّیَاطِیْنِ

علامہ عالم فقری کی تصانیف
احکامِ حج
نمازِ حنفی
احکامِ روزہ
نمازِ مترجم
احکامِ زکوٰۃ
احکامِ نماز
اذکارِ قرآنی
گلزارِ صوفیاء
اللہ سے دوستی
روحانی عملیات
اللہ کا فقیر
اسمِ اعظم
اللہ میری توبہ
اولیائے پاکستان
روحانی ڈائری
احکامِ طہارت
پیارے رسول پیاری دعائیں
تذکرہ علی احمد صابر کلیری
آدابِ سنت
اقوالِ تصوف
پیغامِ مصطفیٰ
روحانی اعتکاف
ہمارا اخلاق
اخلاقِ حسنہ
سُنی بہشتی زیور
برکاتِ درود
منازلِ ولایت
خزینہ اخلاق
سُنی فضائلِ اعمال
فقری مجموعہ وظائف
فقری وعظ
خزینۃ القلوب
خزینہ دُرود شریف
نماز کی کتاب
شبیر برادرز اُردو بازار